کرسی پر نماز



مولانا خالد سیف اللہ رحمانی

کرسی پر نماز

خالدسیف اللہ رحمانی

شریعت میں بعض احکام اس طور پر دیئے گئے ہیں کہ ان کا مقصد تو متعین ہے؛ لیکن طریقہ متعین نہیں ہے، جیسے: جہاد، اس کا مقصد اعلاء کلمۃ اللہ اور ظالم کو ظلم سے روکنا ہے؛ لیکن اس کے لئے کوئی ایک طریقہ متعین نہیں ہے، اسی طرح دعوتِ دین اُمت مسلمہ کا اہم ترین فریضہ ہے، اس کا مقصد لوگوں کو راہِ ہدایت پر لانا ہے؛ لیکن اس کا بھی کوئی طریقہ کار متعین نہیں ہے، مخاطب کے احوال اور ہر عہد کے وسائل کے اعتبار سے طریقۂ کار میں تبدیلیاں آسکتی ہیں، دوسرے قسم کے احکام وہ ہیں، جن میں مقاصد بھی متعین ہیں اور طریقۂ کار بھی، عبادات میں عام طور پر یہی صورت اختیار کی گئی ہے، عبادت سے مراد شریعت کے وہ احکام ہیں، جو براہ راست اللہ اور بندے کے درمیان تعلق کو ظاہر کرتے ہیں، ان میں سرفہرست نماز ہے، جب ایک مسلمان تکبیر تحریمہ کہتا ہے اور نماز شروع کرتا ہے تو گویا وہ مخلوق سے اپنا تعلق توڑ کر خالق کی طرف متوجہ ہوجاتا ہے، اب نہ وہ اپنی مرضی کے کام کرسکتا ہے اور نہ اپنی خواہش کے بول بول سکتا ہے، ہر حرکت وسکون میں اللہ کے حکم کا پابند ہے، پھر جب سلام پھیرتا ہے تو گویا وہ عبادت کے اس عمل کو مکمل کر کے مخلوق کی طرف واپس آجاتا ہے، پس نماز چوں کہ بارگاہ خداوندی میں حضوری کا نام ہے؛ اس لئے اس میں ہر لمحہ تعظیم واحترام اور ادب کا لحاظ رکھنا ضروری ہے، انسان صرف اپنی عقل سے اس تقاضہ کو پورا نہیں کرسکتا تھا، اس لئے رسول اللہ ﷺ نے نماز جیسی عبادت کو انجام دے کر یہ بات واضح فرمادی کہ نماز کس طرح پڑھی جانی چاہئے اور اُمت کو ہدایت بھی فرمائی کہ تمہارے نماز ادا کرنے کا طریقہ وہی ہونا چاہئے جو میرا ہے:

''صلوا کما رأیتمونی أصلی''۔ (بخاری، باب الاذان للمسافر، حدیث نمبر: ۶۰۵)

رسول اللہ ﷺ نے نماز کا جو طریقہ متعین فرمایا، اس میں کچھ افعال کا تعلق زبان کے بول سے ہے، جیسے: قراءت، رُکوع اور سجدے کی تسبیحات، تشہد وغیرہ اور بعض کا تعلق اعضاء وجوارح کے افعال سے ہے، ان میں چار افعال وہ ہیں، جن کو خصوصی اہمیت حاصل ہے اور اس لئے وہ ارکانِ صلاۃ میں شامل ہیں: قیام، رُکوع، سجدہ اور قعدۂ اخیرہ۔

قیام

نماز میں قیام کے عمل کی طرف خود قرآنِ مجید میں بھی اشارہ ہے؛ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَ الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَ قُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِیْنَ۔ (البقرۃ:۲۳۸)

نمازوں کی اور درمیانی نماز کی پابندی کرو اور اللہ کے سامنے پورے ادب کے ساتھ کھڑے ہوا کرو۔

اس میں قیام کا ذکر نماز کے سیاق میں صاف طور پر ظاہر کرتا ہے کہ یہاں قیام کے حکم کا تعلق نماز سے ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

الَّذِیْنَ یَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِیٰمًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰى جُنُوْبِهِمْ۔ (آل عمران:۱۹۱)

جولوگ اللہ کو کھڑے ہونے، بیٹھنے اور لیٹنے کی حالت میں یاد کرتے ہیں۔

ذکر کی ایک صورت نماز بھی ہے، اس لئے بہت سے مفسرین کی رائے ہے کہ اس آیت میں ذکر سے نماز مراد ہے۔

نماز میں قیام کے فرض ہونے پر بہ کثرت حدیثیں موجود ہیں، حضرت عمران بن حصینؓ سے مروی ہے کہ مجھے بواسیر کا مرض تھا، میں نے رسول اللہ ﷺ سے نماز کے بارے میں دریافت کیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کھڑے ہو کر نماز پڑھو، کھڑے نہ ہو سکو تو بیٹھ کر اور بیٹھ نہ سکو تو لیٹ کر (۱)؛ اسی لئے جو شخص معذور نہ ہو، اس کے لئے فرض نماز میں قیام فرض ہے، یہی رائے حنفیہ کی ہے، (۲) یہی نقطۂ نظر مالکیہ کا ہے، (۳) اسی کے قائل شوافع ہیں، (۴) اور یہی رائے حنابلہ کی ہے، (۵) اور صرف ائمہ اربعہ ہی پر موقوف نہیں؛ بلکہ اس پر اُمت کا اجماع واتفاق ہے :

اتفقوا على أن القيام فى الصلوٰة المكتوبة فرض لمن لا علة به ولا خوف . . . وعليه ؛ فإن من صلى قاعداً وهو صحيح قادر على القيام ، فصلاته باطلة بإجماع العلماء سواء أكان إماماً أم منفرداً۔ (۶)

(۱) بخاری، باب اذا لم یطق قاعداً صلی علی جنب، حدیث نمبر: ۱۱۱۷۔

(۲) دیکھئے: ردالمحتار، باب صفۃ الصلوٰۃ، باب القیام: ۱۳۱/۳۔

(۳) دیکھئے: الشرح الصغیر، فصل فی فرائض الصلاۃ: ۳۰۷/۱۔

(۴) دیکھئے: البیان فی المذہب الشافعی: ۱۵۹/۲۔

(۵) دیکھئے: الشرح الکبیر علی متن المقنع، باب صفۃ الصلاۃ: ۴۱۵/۳۔

(۶) موسوعة الإجماع بالفقه الإسلامی: ۶۵۰/۲

فرض نمازوں میں اس شخص کے لئے جس کو کوئی بیماری نہ ہو قیام فرض ہے، اس پر تمام فقہاء متفق ہیں، اس بنا پر صحت منداور کھڑے ہونے پر قدرت رکھنے والا شخص اگر بیٹھ کر نماز پڑھ لے تو علماء کا اتفاق ہے کہ اس کی نماز باطل ہوگی ؛ چاہے وہ امام ہو یا منفرد۔

یہی نہیں ؛ بلکہ فقہاء نے یہ بھی لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص بغیر سہارے کے تو کھڑا نہیں ہوسکتا ؛ لیکن سہارے کے ساتھ کھڑا ہوسکتا ہے تو اسے سہارے کے ساتھ کھڑا ہونا چاہئے ، یہ امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کا قول ہے :

وكذلك لو قدر على أن يعتمد على عصى ، أو كان له خادم ، لو اتكأ عليه يقدر على القيام فإنه يقوم ويتكئ خصوصاً على قول أبي يوسف ومحمد رحمهما الله تعالى ۔ (۱)

اسی طرح اگر اس بات پر قادر ہو کہ لاٹھی یا خادم کے سہارے کھڑا ہو، تو اسے سہارے سے کھڑا ہونا چاہئے ، خاص کر امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے قول پر۔

اس رائے کو عام طور پر مشائخ حنفیہ نے ترجیح دی ہے ؛ چنانچہ شمس الائمہ حلوانی سے منقول ہے :

الصحيح أنه يصلي قائماً متكئاً ، ولا يجوز به غير ذلك ۔ (۲)

صحیح یہ ہے کہ ٹیک لگا کر کھڑے ہو کر اسے نماز پڑھنی ہوگی ، اس کے بغیر اس کا نماز پڑھنا درست نہیں ہوگا۔

فقہاء شوافع کے نزدیک اگرچہ اس مسئلہ میں اختلاف ہے ؛ لیکن ان کے نزدیک بھی راجح یہی ہے کہ ایسا شخص سہارے کے ساتھ کھڑا ہو کر نماز ادا کرے :

وأما إذا لم يقدر على الاستقلال ، فيجب أن ينتصب متكئاً على الصحيح ۔ (۳)

اگر وہ بغیر سہارے کے کھڑے ہونے پر قادر نہ ہو تو صحیح قول کے مطابق سہارے سے کھڑا ہونا واجب ہے۔

---

(۱) المحيط البرهاني: کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ المریض: ۲/۲۷/۳، مسئلہ نمبر: ۲۳۴۰۔

(۲) الفتاویٰ التاتارخانیہ، کتاب الصلاۃ، صلاۃ المریض: ۶۶۹/۳، مسئلہ نمبر: ۳۵۳۹۔

(۳) روضۃ الطالبین، کتاب الصلاۃ، فصل فی القیام: ۲۳۳/۱۔

یہی نقطۂ نظر حنابلہ کا بھی ہے،(۱) امام مالکؒ سے منقول ہے کہ اگر کوئی شخص سہارے کے بغیر نماز پڑھنے پر قادر ہو، پھر بھی آسانی کے لئے سہارے سے کھڑا ہونا چاہے تو کوئی حرج نہیں :

وقال مالک : إن شاء اعتمد وإن شاء لم یعتمد ، وکان لا یکرہ الاعتماد ـ (۲)

امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ اگر چاہے تو سہارا لے اور چاہے تو نہ لے، وہ سہارا لینے کو مکروہ نہیں سمجھتے ہیں ـ

گویا امام مالک کے نزدیک عام حالات میں بھی سہارے کے ساتھ قیام کی ایک جائز صورت ہے، تو جو شخص بغیر سہارے کے کھڑے ہونے پر قادر نہ ہو، چوں کہ ان کی وضاحت کے مطابق وہ قیام پر قادر ہے؛ اس لئے مالکیہ کے نزدیک بہ درجۂ اولیٰ ایسے شخص پر سہارے سے قیام کرنا ضروری ہوگا — غور کیا جائے تو یہی بات قرین صواب ہے؛ اس لئے کہ شریعت کے احکام طاقت وقوت کے اعتبار سے ہیں، تو اگر کوئی شخص کسی چیز کا سہارا لے کر قیام کرسکتا ہے، تو وہ اس حد تک قیام پر قادر ہے اور معذور شخص کے لئے اس حد تک دوسرے سے تعاون لینے میں کوئی حرج نہیں، جیسے کہ اگر کوئی شخص خود وضو کرنے پر قادر نہ ہو اور کوئی اسے وضو کرادے یا خود تیمم کرنے پر قادر نہ ہو اور کوئی شخص اسے تیمم کرادے تو اسے دوسرے کی مدد سے وضو وتیمم کرنا ضروری ہے ـ

غرض کہ قیام نماز کا ایک رکن ہے اور یہ ہر نماز کے لئے فرض ہے؛ البتہ صرف دو صورتیں اس سے مستثنیٰ ہیں، ایک : یہ کہ نماز پڑھنے والا معذور ہو کہ وہ اس صورت میں قیام کی جگہ قعود کرسکتا ہے اور اس پر بھی قادر نہ ہو تو لیٹ کر نماز ادا کرسکتا ہے، دوسرے : نفل نمازیں، کہ جو شخص قیام پر قادر ہو، وہ بھی فرض وواجب کے علاوہ دوسری نمازیں بیٹھ کر پڑھ سکتا ہے؛ البتہ کھڑے ہو کر نماز پڑھنے والے کے مقابلہ ایسا شخص کم اجر کا مستحق ہوگا ـ

رُکوع

''رُکوع'' کے معنی عربی زبان میں جھکنے کے ہیں، (لسان العرب: ۵/ ۳۰۳) رُکوع بھی نماز کا ایک اہم رکن ہے، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا :

يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا وَ اسْجُدُوْا وَ اعْبُدُوْا رَبَّكُمْ ـ (الحج:۷۷)

اے ایمان والو! رُکوع اور سجدے کرو اور اپنے رب کی عبادت کرو ـ

---

(۱) دیکھئے: المغنی لابن قدامہ، مسئلہ نمبر: ۲۴۲، کتاب الصلاۃ: ۲/ ۵۷۱ ـ

(۲) المدونۃ الکبریٰ، کتاب الصلاۃ، الاعتماد فی الصلاۃ: ۱/ ۷۵ ـ

نماز میں رُکوع کی اہمیت کا اندازہ اس سے کیا جاسکتا ہے کہ قرآن میں بعض مقامات پر پوری نماز کو رُکوع کے لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے؛ چنانچہ ارشاد ہے: ''وَ اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَ اٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَ ارْکَعُوْا مَعَ الرّٰکِعِیْنَ'' (البقرۃ: ۴۳) — احادیث میں رسول اللہ ﷺ کی کیفیتِ نماز جہاں کہیں بھی نقل کی گئی ہے، اس میں رُکوع کا ذکر موجود ہے؛ بلکہ ایک موقع پر آپ ﷺ نے اپنی زبانِ مبارک سے نماز کی تعلیم دی تو ارشاد فرمایا: کہ جب تم نماز کے لئے کھڑے ہو تو ''اللہ اکبر'' کہو، پھر جو قرآن آسانی سے پڑھ سکو، اس کی تلاوت کرو، پھر اچھی طرح رُکوع کرو، کہ پوری طمانینت کے ساتھ تمہارا رُکوع ہو، پھر رُکوع سے سر اُٹھاؤ یہاں تک کہ سیدھے کھڑے ہو جاؤ: ''ثم ارکع حتی تطمئن راکعاً ثم ارفع حتی تعدل قائماً'' (۱) اسی لئے فرض نماز ہو یا نفل، رُکوع کے فرض ہونے پر اُمت کا اجماع واتفاق ہے: ''أجمعت الأمة علی أن الرکوع فرض علی القادر علیه''۔ (۲)

البتہ شریعت کے عام مزاج اور اُصول کے مطابق اگر کوئی شخص رُکوع کرنے پر قادر نہ ہو تو رُکوع کا وجوب ساقط ہو جائے گا، جیسے قیام کی جگہ معذور شخص کے لئے بیٹھ کر نماز پڑھنے کا حکم ہے، اسی طرح اگر رُکوع پر قادر نہ ہو تو اس کی جگہ ایماء یعنی اشارہ سے رُکوع کرے گا؛ البتہ فقہاء نے اس سلسلہ میں جو تفصیل ذکر کی ہے، اس کے مطابق تین حالتیں ہو سکتی ہیں، ایک یہ کہ رُکوع اور سجدے دونوں سے معذور ہو، دوسری صورت یہ ہے کہ رُکوع پر قادر ہو؛ لیکن سجدے پر قادر نہ ہو، تیسری صورت یہ ہے کہ سجدے پر قادر ہو، رُکوع پر قادر نہ ہو، اگر دونوں پر قادر نہ ہو تو بالاتفاق رُکوع اور سجدہ دونوں کے لئے اشارہ سے کام لے گا، اگر رُکوع پر قادر ہو اور سجدہ پر قادر نہ ہو تو فقہاء احناف کا عام طور پر یہ رجحان ہے کہ رُکوع واجب نہ ہوگا وہ بھی ساقط ہو جائے گا ''ولهٰذا سقط الرکوع ممن سقط عنه السجود وإن کان قادراً علی الرکوع'' (۳) فقہاء کے یہاں اس کا ذکر نہیں ملتا کہ اگر کوئی شخص رُکوع کرنے پر قادر نہ ہو؛ لیکن سجدہ کرنے پر قادر ہو تو اس کو کیا کرنا چاہئے؛ چنانچہ علامہ ابن نجیم مصری فرماتے ہیں :

> ولم أر حکم ما إذا تعذر الرکوع دون السجود ، وکأنه غیر واقع ۔ (۴)
>
> میں نے اس صورت کا حکم نہیں دیکھا جب رُکوع کرنا دشوار ہو، سجدہ دشوار نہ ہو اور شاید ایسا واقع نہیں ہوتا۔

---

(۱) بخاری، باب وجوب القراءۃ للامام، حدیث نمبر: ۷۰۷۔

(۲) موسوعۃ الإجماع فی الفقه الإسلامی: ۲/ ۶۵۲، نیز دیکھئے: المغنی مع الشرح الکبیر: ۲/ ۱۶۹، مسئلہ نمبر: ۱۵۳۔

(۳) بدائع الصنائع: کتاب الصلاۃ، صلاۃ المریض: ۱/ ۲۸۷)

(۴) البحر الرائق، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ المریض: ۲/ ۲۰۰۔

البتہ یہ بات قابل غور ہے کہ جب رُکوع نماز کا مستقل رکن ہے اور اس کی فرضیت قرآن وحدیث سے ثابت ہے، نیز اس پر اُمت کا اجماع واتفاق ہے تو رُکوع پر قادر ہونے کے باوجود سجدے پر قادر نہ ہونے کی وجہ سے رُکوع کیوں کر ساقط ہوجائے گا؟

اب سوال یہ ہے کہ جو شخص رُکوع پر قادر نہ ہو اور اسے اشارے سے رُکوع کرنا ہو تو اسے بیٹھ کر اشارہ سے رُکوع کرنا چاہئے یا کھڑے ہوکر، مشہور قول یہ ہے کہ بیٹھ کر اشارے سے رُکوع اور سجدہ کرے :

و إن تعذر الركوع والسجود ، وقدر على القعود ولو مستنداً ، صلى قاعداً بالإيماء للركوع والسجود برأسه ، ولا يجزيه مضطجعاً ۔ (۱)

اگر رُکوع اور سجدہ دشوار ہو اور بیٹھنے پر قادر ہو تو اگر سہارے سے بیٹھ سکے تو بیٹھ کر نماز پڑھے گا اور رُکوع اور سجدے کا اشارہ سر سے کرے گا۔

یہی بات اکثر اہل علم نے لکھی ہے، جو شمس الائمہ حلوانی اور شمس الائمہ سرخسی سے مروی ہے — دوسری رائے وہ ہے جو زاہد صفار سے منقول ہے کہ وہ چاہے تو کھڑا ہوکر اشارے سے رُکوع، سجدہ کرلے اور چاہے تو بیٹھ کر رُکوع اور سجدہ کرے؛ البتہ بیٹھ کر کرنا افضل ہے: ''إن شاء صلى قائماً بإيمائه وإن شاء صلى قاعداً بإيماء وهو الأفضل عندنا'' (۲) یہ رائے شیخ الاسلام خواہر زادہ سے بھی منقول ہے، خواہر زادہ سے دوسرا قول بھی منقول ہے کہ رُکوع کھڑے ہوکر اشارہ سے کرے اور سجدے بیٹھ کر اشارہ سے کرے: ''إذا أراد الرجل أن يؤمي بالركوع يؤمي قائماً وإذا أراد أن يؤمي بالسجود يؤمي قاعداً'' (۳) — غرض کہ جو شخص رُکوع کرنے پر قادر نہ ہو اور اشارہ سے رُکوع کرے تو اس کے لئے دونوں باتوں کی گنجائش ہے، اس بات کی بھی کہ کھڑے ہوکر اشارہ سے رُکوع کرے اور اس بات کی بھی کہ بیٹھ کر اشارہ سے رُکوع کرے۔

سجدہ

سجدہ نماز کا اہم ترین رکن ہے؛ بلکہ بعض فقہاء کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ قیام اور رُکوع سجدے کے لئے وسیلہ کی حیثیت رکھتے ہیں، اصل مقصود سجدہ ہے، سجدے کی اہمیت کا اندازہ اس سے کیا جاسکتا ہے کہ قیام یا رُکوع یا قعدہ تنہا عبادت نہیں ہے، لیکن سجدہ تنہا بھی عبادت ہے؛ چنانچہ سجدۂ تلاوت واجب ہے اور سجدۂ شکر مستحب۔

(۱) مراقی الفلاح، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ المریض: ۲۸۱۔

(۲) المحیط البرہانی: ۳؍۲۷، کتاب الصلوۃ، باب صلاۃ المریض، مسئلہ نمبر: ۲۳۴۱۔

(۳) حوالۂ سابق۔

سجدہ کا حکم قرآن مجید میں بھی آیا ہے: ''فاسجدوا اللہ'' (النجم: ٦٢) حدیثوں میں بھی آیا ہے، رسول اللہ ﷺ نے ایک صاحب کو طریقۂ نماز کی تفصیل بتاتے ہوئے ہدایت فرمائی کہ جب رُکوع سے کھڑے ہوجاؤ تو سجدہ کرو اور سجدہ بھی ایسا کرو جس میں طمانینت اور اعتدال ہو، (۱) اسی لئے نماز میں سجدہ کے فرض ہونے پر اُمت کا اجماع اور اتفاق ہے: ''السجود واجب فی الصلاۃ بالنص والإجماع'' (۲) — جیسا کہ مذکور ہوا سجدہ اگر مسنون حیثیت پر کرنا ممکن نہ ہو تو ایماء (اشارہ) کے ذریعہ کرنا ضروری ہے اور اشارہ سے مراد سر کا اشارہ ہے۔

قعدہ

''قعدہ'' کے معنی بیٹھک کے ہیں، اس کے ہم معنی دوسرا لفظ 'جلسہ' ہے، فقہاء نے حکم اور نوعیت کے فرق کو پیش نظر رکھتے ہوئے دونوں الفاظ کو الگ الگ مواقع کے لئے استعمال کیا ہے، وہ بیٹھک جس کی حیثیت مقصود کی ہو، جس میں تشہد پڑھا جاتا ہے، اس کو قعدہ کہتے ہیں، جس قعدہ میں سلام ہو، وہ قعدۂ اخیرہ ہے، اور جس قعدہ میں سلام نہ ہو، یعنی چار یا تین رکعت والی نماز میں دوسری رکعت کا قعدہ اس کو ''قعدۂ اولیٰ'' کہتے ہیں، جو بیٹھک مقصود نہ ہو، بلکہ وہ اگلے رکن کی ادائیگی کا ذریعہ ہو، اس کو 'جلسہ' کہا جاتا ہے، جیسے دو سجدوں کے درمیان تھوڑی دیر کا بیٹھنا، اسی طرح پہلی اور تیسری رکعت میں سجدے کے بعد کھڑے ہوتے ہوئے تھوڑی دیر بیٹھنا؛ تاکہ کھڑے ہونے میں سہولت ہو، اس کو 'جلسۂ استراحت'' کہتے ہیں، بعض فقہاء نے اس کو بھی مستحب قرار دیا ہے اور بعض کے نزدیک یہ صرف مباح ہے، (۳) کیوں کہ نماز اصل میں استراحت کا محل نہیں ہے۔

قعدۂ اولیٰ، قعدۂ اخیرہ اور دو سجدوں کے درمیان جلسہ کا ذکر بہت سی احادیث میں ہے، خاص کر وہ روایات جن میں کیفیتِ صلاۃ کا تذکرہ ہے، (۴) چنانچہ قعدۂ اخیرہ احناف کے یہاں بہ قدر تشہد، (۵) مالکیہ کے یہاں بہ قدر سلام (٦)، شوافع اور حنابلہ کے نزدیک بہ قدر تشہد و اللھم صل علی محمد (۷) فرض ہے، جب کہ قعدۂ اولیٰ امام ابوحنیفہ

---

(۱) بخاری، باب وجوب القراءۃ للإمام، حدیث نمبر: ۷۵۷۔

(۲) الشرح الکبیر مع المقنع، باب صفۃ الصلوٰۃ: ۳/ ۴۹۸، نیز دیکھئے: موسوعۃ الإجماع فی الفقہ الإسلامی: ۲/ ٦۵۸۔

(۳) شرح بلوغ المرام، کتاب الصلاۃ: ۳۰/ ۱۵، شرح عمدۃ الاحکام، کتاب الصلاۃ: ۱۱/ ۷۔

(۴) دیکھئے: بخاری، حدیث نمبر: ۸۲۹-۸۳۰، سنن ابوداؤد، حدیث نمبر: ۹۵۷، ۹۷۰ وغیرہ۔

(۵) محیط برہانی: ۸/ ۸۴، فتاویٰ تاتارخانیہ: ۲/ ۱۲۸، البحر الرائق: ۱/ ۵۱۲۔

(٦) الشرح الصغیر: ۱/ ۳۱٦۔

(۷) مغنی المحتاج: ۱/ ۱۷۲، المغنی: ۲/ ۲۲٦، نیز دیکھئے: الفقہ الاسلامی وأدلتہ: ۱/ ۷۰٦۔

اور ایک قول کے مطابق امام احمدؒ کے نزدیک واجب(۱) اور دوسرے فقہاء کے نزدیک سنت ہے۔(۲)

نماز میں بیٹھک کی جو بھی نوعیت ہو، اس کی کیفیت کیا ہونی چاہئے؟ — اس سلسلہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بنیادی طور پر دوطریقے منقول ہیں، ایک صورت وہ ہے جو''افتراش'' کہلاتی ہے کہ بایاں پاؤں زمین پر رکھا جائے اور اس پر بیٹھا جائے، دایاں پاؤں کھڑا ہو، اس کی انگلیوں کے کنارے زمین پر ہوں اور ان انگلیوں کا رُخ قبلہ کی طرف ہو، دوسری صورت''تورک'' کی ہے کہ دونوں پاؤں دائیں جانب سے باہر نکال دیا جائے اور نماز پڑھنے والے کے کولھے زمین پر ہوں۔(۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فی الجملہ یہ دونوں طریقے ثابت ہیں، افتراش والا طریقہ حضرت عمرؓ سے منقول ہے جس کو ان کے صاحب زادے حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے نقل کیا ہے :

... من سنة الصلوٰة أن تنصب القدم اليمنى واستقباله بأصابعها القبلة والجلوس على اليسرى ۔ (۴)

نماز کی سنت یہ ہے کہ دائیں پاؤں کو کھڑا رکھا جائے اور اس کی انگلیوں کا رُخ قبلہ کی طرف ہو اور بائیں پاؤں پر بیٹھا جائے۔

دوسرا طریقہ یعنی 'تورک' ایک اور روایت میں منقول ہے :

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا قعد فى الصلوٰة ، جعل قدمه اليسرى بين فخذه وساقه ، وفرش قدمه اليمنى ۔ (۵)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز میں بیٹھتے تو بایاں پاؤں ران اور پنڈلی کے درمیان رکھتے اور دائیں پاؤں کو بچھا دیتے۔

چوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ دونوں طریقے منقول ہیں، اس لئے دونوں طریقوں پر قعدہ کرنا جائز ہے؛ لیکن بہتر طریقہ کیا ہوگا؟ اس سلسلہ میں فقہاء کے درمیان اختلافِ رائے ہے، حنفیہ کے نزدیک قعدۂ اولیٰ اور قعدۂ اخیرہ

---

(۱) تاتارخانیہ: ۲/۱۳۱، المغنی: ۲/۲۱۷۔

(۲) حوالۂ سابق۔

(۳) روضۃ الطالبین: ۱/۲۶۱ فصل فی التشہد والجلوس۔

(۴) نسائی، باب آخر فی التشهد، حدیث نمبر: ۱۱۵۹، نیز دیکھئے: بخاری، باب سنة الجلوس فی التشهد، حدیث نمبر: ۸۲۷۔

(۵) مسلم: باب صفۃ الجلوس، حدیث نمبر: ۱۳۰۷۔

دونوں میں افتراش افضل ہے، (۱) مالکیہ کے یہاں دونوں قعدوں میں نیز جلسہ میں تورک افضل ہے (۲)، شوافع کے یہاں قعدۂ اولیٰ میں افتراش اور قعدۂ اخیرہ میں تورک افضل ہے (۳)، حنابلہ کے نزدیک قعدۂ اولیٰ اور دو رکعت والی نماز کے قعدۂ اخیرہ میں افتراش افضل ہے اور تین یا چار رکعت والی نماز کے قعدۂ اخیرہ میں تورک افضل ہے، (۴) —لیکن یہ اختلاف افضلیت کا ہے، ویسے کسی بھی طریقہ پر بیٹھے قعدہ ہو جائے گا؛ البتہ حدیث میں بیٹھنے کی اُس کیفیت کو منع کیا گیا ہے، جس کو عربی میں ''اقعاء'' کہتے ہیں، یعنی کولھے زمین پر ہوں اور گھٹنے اوپر کی طرف کھڑے رکھے جائیں، (۵) اسی لئے فقہاء نے بھی قعدۂ اولیٰ، قعدۂ اخیرہ اور جلسہ میں اس طریقہ کو مکروہ قرار دیا ہے۔ (۶)

جیسے معذور شخص کے لئے قیام، رکوع اور سجدے میں سہولت رکھی گئی ہے، اس طرح کی سہولت کی ضرورت قعدہ اور جلسہ میں نہیں تھی؛ کیوں کہ نماز کی کیفیات میں سب سے آسان شکل زمین پر بیٹھنے کی ہے، جب انسان کھڑا ہوتا ہے تو اس کا وزن اس کے جسم پر ہوتا ہے، رُکوع کی حالت اور زیادہ مشقت کی ہوتی ہے؛ کیوں کہ اس میں انسان کو خود اپنے گھٹنوں کے سہارے جھکا رہنا پڑتا ہے، سجدے کی حالت میں ان لوگوں کو دقت ہوتی ہے، جن کو کمر میں تکلیف ہو، اسی طرح بعض لوگوں کو خاص کر جن کو سر میں شدید درد ہو، یا آنکھوں میں تکلیف ہو، زمین پر سر رکھنا مشکل ہو جاتا ہے؛ لیکن قعدہ کی حالت میں انسان کا وزن زمین پر ہوتا ہے اور اسے جھکنا نہیں پڑتا، اگر کوئی تکلیف ہو سکتی تھی تو وہ پاؤں رکھنے کی خصوصی کیفیت افتراش اور تورک میں؛ لیکن افتراش یا تورک سنت کے درجہ میں ہے، وہ کسی بھی طرح بیٹھ جائے، قعدہ ادا ہو جاتا ہے، بیٹھنے کی سب سے آسان صورت پالتھی مار کر بیٹھنا، اور قعدہ کی صورت میں یہ پہلے ہی سے جائز ہو، اس لئے خاص طور پر قعدہ کے متبادل کا ذکر فقہاء نے نہیں کیا ہے؛ البتہ نماز کا عمومی حکم یہ ہے کہ اگر بیٹھ کر نماز نہیں پڑھ سکے تو لیٹ کر نماز پڑھے، ظاہر ہے کہ جب لیٹنے کی کیفیت میں نماز ادا کی جائے گی تو یہ قیام، رُکوع اور سجود کی طرح قعدہ کو بھی شامل ہوگی؛ البتہ شریعت کا ایک عام اُصول یہ ہے کہ اگر کوئی شخص کسی حکم کو مقررہ صورت پر کرنے سے معذور ہو تو اس سے قریب تر جو صورت اس کے لئے ممکن ہو، اس پر اس

---

(۱) تاتارخانیہ: فصل فی القعدۃ الاخیرۃ: ۲/۱۲۸، نیز دیکھئے: شامی، باب صفۃ الصلوٰۃ: ۲/۲۱۷۔

(۲) الشرح الصغیر: ۱/۳۳۰، ۳۲۹، باب فی المندوبات۔

(۳) روضۃ الطالبین: ۱/۲۶۱، کتاب الصلاۃ فصل فی التشہد والجلوس لہ۔

(۴) المغنی: ۲/۲۲۵، باب صفۃ الصلوٰۃ۔

(۵) مسند احمد، حدیث نمبر: ۷۳۴۳۔

(۶) الفتاویٰ الہندیہ: ۱/۱۰۶، ما یکرہ فی الصلوٰۃ وما لا یکرہ۔

کام کوانجام دینے کی کوشش کرے، اس لئے فقہاء نے جیسے بیٹھ کر اشارے سے نماز پڑھنے کی اجازت دی ہے، اسی طرح کھڑے ہوکر بھی اشارہ سے نماز پڑھنے کی اجازت دی ہے: ''وإن صلی قائماً بالإیماء أجزأه''۔(۱)

کرسی — قرنِ اول میں

یہ طویل گفتگو اس لئے کی گئی کہ کرسی پر نماز ادا کرنے پر یہ چاروں افعال متاثر ہوتے ہیں، قیام بھی، رُکوع بھی اور سجدہ وقعدہ بھی، کرسی پر نماز ادا کرنے کے سلسلہ میں حدیث نبوی یا آثارِ صحابہ میں کوئی صریح روایت نہیں ملتی، بہ ظاہر اس کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ عربوں کی عام ثقافت زمین پر بیٹھنے کی تھی، وہ زمین پر بیٹھ کر گفتگو کرتے اور زمین پر بیٹھ کر کھانا کھاتے، اس لئے عام طور پر عرب میں کرسی کا رواج نہیں تھا، مزاج کی اس سادگی کی وجہ سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اسلام سے پہلے عربوں میں فرنیچر کی صنعت پر زیادہ توجہ نہیں کی گئی، اس کا ایک سبب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ عرب کے ریگستان میں ایسے درخت جو فرنیچر کے لئے موزوں ہوں کم پائے جاتے تھے؛ چنانچہ مکی زندگی میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یا صحابہ کے کرسی پر بیٹھنے کا غالباً حدیث میں کوئی ذکر نہیں ملتا، مدنی زندگی میں ایک بار آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے متعلق واقعہ ملتا ہے، جس کے راوی حضرت ابورفاعہؓ ہیں، وہ فرماتے ہیں :

انتهيت إلى النبي صلى الله عليه وسلم وهو يخطب ، قال : فقلت : يا رسول الله ! رجل غريب ، جاء يسأل عن دينه ، لا يدري مادينه ؟ قال : فأقبل عليّ رسول الله صلى الله عليه وسلم ، وترك خطبته ، حتى انتهى إليّ فأتي بكرسي ، حسبت قوائمه حديداً ، قال : فقعد عليه رسول الله صلى الله عليه وسلم ، وجعل يعلّمني مما علّمه الله ، ثم أتي خطبته فأتم آخرها ۔(۲)

میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پہنچا، جب کہ آپ خطبہ ارشاد فرمارہے تھے، میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! میں ایک مسافر آدمی ہوں، جو دین کے بارے میں معلومات نہیں رکھتا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری طرف متوجہ ہوئے اور خطبہ چھوڑ کر میرے پاس آگئے؛ چنانچہ کرسی لائی گئی، میرا گمان ہے کہ اس کے پائے لوہے کے تھے،

(۱) بدائع الصنائع: ۱/۲۸۶۔

(۲) مسلم، حدیث نمبر: ۸۷۶، نسائی، حدیث نمبر: ۵۳۷۹، مستدرک حاکم، حدیث نمبر: ۱۰۵۵، صحیح ابن خزیمہ، حدیث نمبر: ۱۴۵۷، سنن کبری للبیہقی، حدیث نمبر: ۵۸۱۷۔

آپ ﷺ اس پر بیٹھ گئے اور مجھے اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ علم میں سے تعلیم دینے لگے، پھر خطبہ کے لئے واپس ہوئے اور اسے مکمل کیا۔

اسی طرح بعض صحابہ کے بارے میں بھی کرسی پر بیٹھنا منقول ہے، ان میں ایک حضرت عمرؓ ہیں، ابووائلؓ سے مروی ہے کہ میں کعبہ میں شیبہ کے ساتھ کرسی پر بیٹھا ہوا تھا، شیبہ نے کہا کہ حضرت عمر اسی طرح بیٹھے ہوئے تھے، انھوں نے فرمایا: مجھے خیال ہوتا ہے کہ کعبۃ اللہ میں جو بھی سونا چاندی ہے، میں اسے تقسیم کردوں، میں نے عرض کیا کہ آپ کے دونوں ساتھیوں نے تو ایسا نہیں کیا؟ تو فرمایا کہ میں ان دونوں حضرات کی اقتدا کروں گا، (۱) دوسرے صحابی حضرت علیؓ ہیں، عبد خیر سے منقول ہے کہ میں نے حضرت علیؓ کو دیکھا، ان کے لئے کرسی لائی گئی، وہ اس پر بیٹھ گئے، پھر پانی کا کوزہ لایا گیا، اس سے تین بار ہاتھ دھویا، پھر ایک ہی پانی سے ناک میں پانی ڈالنے کے ساتھ ساتھ کلی بھی کیا۔ (۲)

تاہم یہ بات واضح ہے کہ عرب کے لوگ کرسی سے ناآشنا نہیں تھے، یہی وجہ ہے کہ خود قرآن مجید نے حضرتِ سلیمانؑ کے واقعہ میں کرسی کا ذکر کیا ہے: ''وَ لَقَدْ فَتَنَّا سُلَيْمٰنَ وَاَلْقَيْنَا عَلٰى كُرْسِيِّهٖ جَسَدًا ثُمَّ اَنَابَ'' (ص: ۳۴) اور حدیث میں منقول ہے کہ حضرتِ سلیمانؑ کی کرسی ہوا پر رکھی جاتی تھی (۳) اسی طرح ایک حدیث میں حضرت جبرئیلؑ کے آسمان وزمین کے درمیان کرسی پر بیٹھنے کا ذکر آیا ہے (۴) رسول اللہ ﷺ نے اہل جنت کے لئے کرسیوں کا ذکر فرمایا ہے، (۵) اسی طرح آپ ﷺ نے جانور کو کرسی کی طرح استعمال کرنے سے منع فرمایا: ''ارکبوا هذه الدواب سالمة وابتدعوسالمة ، ولا تتخذوها كراسي'' (۶)ـــ غرض کہ یہ بات تو نہیں کہی جاسکتی کہ عربوں کے یہاں کرسی کا تصور ہی نہیں تھا، اگر ایسا ہوتا تو قرآن وحدیث میں کرسی کا ذکر نہیں آتا؛

(۱) بخاری، حدیث نمبر: ۱۵۹۴، سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر: ۳۱۱۶۔

(۲) سنن ابی داؤد، حدیث نمبر: ۱۱۳، سنن نسائی، حدیث نمبر: ۹۳، ۹۴، سنن بیہقی، حدیث نمبر: ۲۳۳۔

(۳) مصنف ابن ابی شیبہ، حدیث نمبر: ۳۲۵۱۴۔

(۴) بخاری، حدیث نمبر: ۳۲۳۴، مسلم، حدیث نمبر: ۴۰۶۔

(۵) سنن ترمذی عن أبی ہریرۃ، حدیث نمبر: ۲۵۴۹، متدرک حاکم عن أبی ادریس خولانی، حدیث نمبر: ۷۳۱۶، نیز دیکھئے: مصنف ابن ابی شیبہ، حدیث نمبر: ۳۳۱۶۲۔

(۶) متدرک حاکم، حدیث نمبر: ۱۶۲۵، ۲۴۸۶، صحیح ابن خزیمہ، حدیث نمبر: ۲۵۴۴، سنن الکبریٰ للبیہقی، حدیث نمبر: ۱۰۳۳۶، سنن دارمی، حدیث نمبر: ۲۶۷۱، مصنف ابن أبی شیبہ: ۲۶۴۸۶۔

لیکن عربوں کی ثقافت چوں کہ سادگی پر مبنی تھی؛ اس لئے کرسی کا استعمال وہاں بہت کم تھا اور صرف کرسی ہی پر موقوف نہیں؛ بلکہ کوئی بھی ایسا فرنیچر جو اونچا ہو، جس پر انسان بیٹھ کر بات کر سکے یا خطاب کر سکے، ان کے یہاں عمومی طور پر نہیں پایا جاتا تھا، رسول اللہ ﷺ ابتداء میں کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے، یہاں تک کہ آپ ﷺ کے ایک صحابی سہل انصاری کی زوجہ نے اپنے رومی غلام سے آپ کے لئے منبر بنوایا، جسے مسجد نبوی میں رکھا گیا، پھر آپ ﷺ نے اس پر خطبہ دینا شروع کیا، (۱) اس لئے رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کے اقوال وافعال میں اگر کرسی پر نماز پڑھنے کے سلسلہ میں جواز یا ممانعت کی بات نہیں ملتی ہو تو یہ بات باعثِ تعجب نہیں، اس لئے اگر حدیث میں کرسی پر نماز کی ممانعت نہیں ہے تو جو لوگ معذور نہ ہوں ان کے لئے یہ جائز ہونے کی دلیل نہیں، اور اگر رسول اللہ ﷺ کا اور صحابہ کا کرسی پر نماز پڑھنا ثابت نہیں ہے تو یہ مطلقاً اس کے ناجائز اور غیر مشروع ہونے کی بھی دلیل نہیں ہے۔

کرسی پر نماز سے متعلق اہم سوالات

ان تمہیدی اُمور کے بعد براہِ راست کرسی پر نماز کی ادائیگی کے سلسلہ میں گفتگو کی جاتی ہے، اس سلسلہ میں چند اُمور پر غور کرنے کی ضرورت ہے:

(۱) جو لوگ معذور نہ ہوں، ان کے لئے کرسی پر بیٹھ کر نماز ادا کرنے کا کیا حکم ہے؟

(۲) جو لوگ زمین پر بیٹھنے سے معذور ہوں، ان کے لئے کرسی پر بیٹھ کر نماز ادا کرنے کا کیا حکم ہے؟

(۳) جو لوگ زمین پر بیٹھ سکتے ہیں؛ لیکن رُکوع وسجدہ نہیں کر سکتے، ان کے لئے کرسی پر نماز ادا کرنے کا کیا حکم ہے؟

(۴) جو لوگ سجدہ زمین پر نہیں کر سکتے؛ لیکن قیام اور رُکوع یا ان میں سے ایک پر قادر ہیں، ان کو کس طرح نماز ادا کرنی چاہئے؟

(۵) اگر کرسی پر نماز ادا کر رہے ہوں تو سجدہ کس طرح کریں؛ ہاتھ کے اشارے سے یا سر کے اشارے سے؟ اور کیا انھیں اپنے سامنے کوئی میز بھی رکھنی چاہئے؟

(۶) کرسی پر نماز پڑھنے کے سلسلہ میں کیا فرض وواجب اور سنت ونفل کے درمیان کچھ فرق ہے؟

(۷) کرسی پر نماز پڑھنے والے نمازیوں کی صف کے ساتھ کس طرح اپنی کرسی رکھیں؟

---

(۱) صحیح بخاری، حدیث نمبر: ۹۱۷، مسلم، حدیث نمبر: ۱۳۱۶، نیز دیکھئے: فتح الباری: ۲/۱۹۴۔

۱-غیر معذور کے لئے کرسی پر نماز

نماز کے جن افعال کو جس ہیئت پر انجام دینا رسول اللہ ﷺ سے منقول ہے، اسی طریقہ پر انجام دینا ضروری ہے؛ کیوں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس طرح میں نماز ادا کرتا ہوں، اسی طرح تم لوگ بھی نماز ادا کرو ''صلوا کما رأیتمونی أصلی''(۱) اس لئے اس مقررہ ہیئت سے ہٹ کر عمل کی اجازت اسی شخص کے لئے ہوسکتی ہے، جو کسی عمل کو مسنون و ماثور ہیئت پر انجام دینے سے عاجز ہو، اسی لئے آپ ﷺ نے بیٹھ کر نماز پڑھنے کی اجازت اسی وقت دی ہے جب کہ کھڑے ہونے پر قادر نہ ہو، اور لیٹ کر نماز پڑھنے کی اجازت اس وقت دی گئی ہے، جب کہ بیٹھ کر نماز پڑھنے کے موقف میں نہ ہو، (۲) لہٰذا اگر کھڑے ہونے میں دشواری ہوتو واجب ہے کہ زمین پر بیٹھ کر نماز ادا کرے، یہ بات حضور ﷺ کے مذکورہ ارشاد سے بھی ثابت ہے، آپ ﷺ کے عمل سے بھی؛ کیوں کہ مرضِ وفات میں سخت مشقت کے باوجود آپ نے زمین پر بیٹھ کر نماز ادا فرمائی اور اس پر فقہاء کا اجماع و اتفاق ہے: ''أجمع أهل العلم علیٰ من لا یطیق القیام له أن یصلی جالساً''۔(۳)

البتہ جو لوگ مسنون ہیئت پر نہیں بیٹھ سکتے ہوں تو ایسے معذور لوگوں کے لئے بیٹھنے میں پوری سہولت ہے کہ وہ جیسے چاہیں بیٹھ کر نماز پڑھیں، نماز کی ہیئت یعنی افتراش یا تورک پر بیٹھنے کی سہولت ہوتو اس طریقہ پر بیٹھے چاہے پلتھی مار کر بیٹھے، یا کسی اور طریقے پر: ''من تعذر علیه القیام صلی قاعداً کیف شاء''(۴) چنانچہ حضرت عائشہؓ کی روایت میں حضور ﷺ کے پلتھی مار کر نماز پڑھنے کا ذکر ہے، (۵) قریب قریب اس بات پر فقہاء کا اتفاق ہے۔(۶)

علامہ برہان الدین ابوالمعالی بخاری (متوفی: ۶۱۶ھ) نے اس پر گفتگو کرتے ہوئے لکھا ہے:

> الأصل فی هذا الفصل: أن المریض إذا قدر علی الصلاة قائماً برکوع وسجود، ولا یجزئه غیر ذلک؛ لأنه لما قدر علی القیام

---

(۱) بخاری، باب الأذان للمسافر، حدیث نمبر: ۶۰۵۔

(۲) دیکھئے: صحیح بخاری، حدیث نمبر: ۱۱۱۷۔

(۳) الشرح الکبیر مع المقنع: ۵/۵، باب صلاۃ أهل الأعذار۔

(۴) الدر مع الرد: ۲/۵۶۵، باب صلوٰۃ المریض۔

(۵) نسائی، کتاب قیام اللیل، باب کیف صلاۃ القاعد، حدیث نمبر: ۱۶۶۱، البیان فی المذہب الشافعی: ۲/۴۴۳، باب صلوٰۃ المریض۔

(۶) دیکھئے: بدایۃ المجتہد: ۱/۱۹۱، الباب السادس فی صلاۃ المریض۔

والركوع والسجود كان بمنزلة الصحيح ، والصحيح لايجزئه أن يصلي المكتوبة إلا قائماً بركوع وسجود ، كذلك هذا ، وان عجز عن القيام وقدر على القعود ، فإنه يصلى المكتوبة قاعداً بركوع وسجود ولا يجزئه غير ذلك ؛ لأنه عجز عن نصف القيام ، وقدر على النصف ، فما قدر عليه لزمه ، وما عجز عنه سقط فإن عجز عن الركوع والسجود وقدر على القعود ، فإنه يصلى قاعداً إيماءً ويجعل السجود أخفض من الركوع ، فإن عجز عن القعود صلى مستلقيا على ظهره فإن لم يقدر إلا مضطجعاً استقبل القبلة وصلى مضطجعاً بإيماء ۔ (محیط برہانی، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ المریض: ۲۶/۳)

مریض کی نماز کے سلسلہ میں اصل یہ ہے کہ مریض کھڑا ہوکر رُکوع اور سجدہ کے ساتھ نماز ادا کرنے پر قادر ہوتو وہ رکوع اور سجدہ کے ساتھ کھڑے ہوکر ہی نماز پڑھے، اس کے علاوہ کوئی صورت کافی نہیں ہوگی؛ اس لئے کہ جب وہ قیام، رُکوع اور سجدے پر قادر ہےتو وہ صحت مند ہے اور صحت مند آدمی کے لئے کھڑے ہوکر رُکوع اور سجدے کے ساتھ فرض نماز کی ادائیگی ہی ضروری ہے، یہی حکم یہاں ہوگا، اور اگر وہ قیام سے عاجز ہو اور بیٹھ کر نماز ادا کرنے پر قادر ہوتو وہ فرض نماز بیٹھ کر رُکوع اور سجدہ کے ساتھ ادا کرے، اس کے بغیر نماز کافی نہیں ہوگی، اس لئے کہ وہ گویا آدھے قیام سے عاجز ہے اور آدھے پر قادر ہے تو جتنے پر قادر ہے وہ اس پر لازم ہے، اور جتنے سے عاجز ہے، وہ معاف ہے، پھر اگر رکوع اور سجدہ کرنے سے معذور ہو اور بیٹھنے پر قادر ہوتو وہ بیٹھ کر اشارے سے نماز ادا کرے گا۔

غرض کہ جو شخص زمین پر بیٹھ کر نماز پڑھنے کی قدرت رکھتا ہو، اس کے لئے فرض نمازیں بیٹھ کر ہی ادا کرنا ضروری ہے، اب اگر سجدہ کرنے پر قادر ہے، رُکوع اشارے سے کرے گا اور سجدہ اس کی ماثور ہیئت کے مطابق کرے گا، اور اگر سجدہ کرنے پر قادر نہیں ہے تو رُکوع وسجدہ دونوں اشارے سے کرے گا، یہ بات بے حد افسوس ناک ہے کہ اس سلسلہ میں آج کل بڑی بے احتیاطی برتی جا رہی ہے اور اس کی وجہ سے مسجدوں میں بڑی تعداد میں کرسیاں رکھی جانے لگی ہیں؛ بلکہ بعض جگہ تو مسجد کا ایک حصہ کرسیوں کے لئے مخصوص کر دیا گیا ہے، جو لوگ دکانوں

میں، آفسوں میں یا اپنے گھر میں زمین پر یا تخت پر بیٹھتے ہیں، یا جن کو زمین پر بیٹھنے میں کوئی خاص تکلیف نہیں ہے یا ڈاکٹر نے منع نہیں کیا ہے، وہ بھی مزید راحت وآرام کے لئے کرسی پر بیٹھ جاتے ہیں، یہ درست نہیں ہے اور بغیر عذر کے اس طرح نماز پڑھنے میں نماز درست نہیں ہوگی۔

جو شخص زمین پر بیٹھنے سے معذور ہو

جولوگ زمین پر بیٹھنے سے واقعی معذور ہوں؛ لیکن کرسی پر بیٹھ سکتے ہوں تو ان کے لئے کرسی پر بیٹھ کر نماز پڑھنا درست ہوگا؛ کیوں کہ عذر کی حالت میں شریعت نے اس کیفیت پر نماز ادا کرنے کی اجازت دی ہے، جو اس کی قدرت میں ہو، یہاں تک کہ لیٹ کر بھی نماز پڑھنے کی اجازت دی گئی تو کرسی پر نماز پڑھنے کی اجازت تو بہ درجہ اولیٰ ہوگی؛ کیوں کہ لیٹنے کے مقابلے یہ کیفیت بہرحال نماز کی ماثور ہیئت سے زیادہ قریب ہے اور اس لئے بھی کہ یہ صورت فی الجملہ بیٹھنے میں شامل ہے؛ کیوں کہ کرسی پر بیٹھنے والے کو بھی عرف میں ''بیٹھنے والا'' ہی کہا جاتا ہے، یہی وجہ ہے کہ اگر کوئی کرسی پر بیٹھ کر کھائے پیئے تو کھڑے کھڑے کھانے کو جو ثقاہت کے خلاف سمجھا جاتا ہے، اس صورت میں ایسا نہیں سمجھا جاتا، خود دیکھئے کہ حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کرسی پر بیٹھنے کو ''جلوس'' ہی کے لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے: ''جلس علی الکرسی'' (مسلم، حدیث نمبر:۸۷۶) اسی طرح کرسی سے قریب تر صورت منبر کی ہے، اس پر آپ کے تشریف رکھنے کو بھی منبر پر بیٹھنے سے تعبیر فرمایا گیا ہے، (۱) غرض کہ کرسی پر بیٹھنا بھی اگرچہ نماز کی ہیئت ماثورہ سے مختلف ہے؛ لیکن ہے بیٹھنے ہی کی ایک شکل، اور فقہاء معذور کے لئے کہتے ہیں کہ وہ بیٹھنے کی کسی خاص ہیئت کا پابند نہیں؛ کیوں کہ جب بیماری کی وجہ سے نماز کے بعض ارکان ساقط ہوجاتے ہیں تو مخصوص ہیئتیں تو بہ درجہ اولیٰ ساقط ہوجائیں گی:

> روي عن أبي حنيفة أنه يجلس كيف شاء من غير كراهة ، إن شاء محتبياً ، وإن شاء متربعاً وإن شاء على ركبتيه ، كما في التشهد ، وقال زفر : يفترش رجله اليسرى في جميع صلاته ، والصحيح ماروي عن أبي حنيفة ، لأن عذر المرض أسقط عنه الأركان فلأن يسقط عنه الهيئات اولیٰ ، كذا في البدائع ، وفي الخلاصة والتجنيس والولوالجية : الفتویٰ على قول زفر ؛ لأن ذلك أيسر على المريض ، ولا يخفى ما فيه ، بل الأيسر عدم التقييد بكيفية من الكيفيات والمذهب الأول ۔ (۲)

---

(۱) دیکھئے: بخاری، حدیث نمبر:۹۱۷، ۳۷۷، مسلم، حدیث نمبر:۱۲۱۶، باب جواز الخطوۃ والخطوتین۔

(۲) البحر الرائق: کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ المریض:۲/۱۹۹۔

امام ابوحنیفہؒ سے مروی ہے کہ بیٹھ کر نماز پڑھنے والا جس طرح بھی چاہے نماز پڑھے، اس میں کوئی کراہت نہیں، چاہے گوٹ مار کر نماز پڑھے، یا پلتھی مار کر، یا گھٹنوں کے بل، جیسا کہ تشہد کا حکم ہے، امام زفرؒ کے نزدیک پوری نماز بایاں پاؤں بچھا کر یعنی افتراش کے ساتھ ادا کرے گا اور صحیح وہی ہے جو امام ابوحنیفہ سے مروی ہے؛ اس لئے کہ بیماری کا عذر جب ارکان کو ساقط کردیتا ہے تو اس سے مخصوص ہیئت تو بہ درجہ اولیٰ ساقط ہوجائے گی، بدائع میں یہی بات لکھی گئی ہے؛ البتہ خلاصہ، تجنیس اور والوالجیہ میں ہے کہ فتویٰ امام زفرؒ کے قول پر ہے؛ اس لئے کہ یہ مریض کے لئے آسان ہے اور اس دلیل میں جو سقم میں ہے وہ مخفی نہیں؛ بلکہ حقیقت میں آسان صورت یہ ہے کہ نمازی کو بیٹھنے کی کسی خاص کیفیت کا پابند نہ بنایا جائے؛ لہٰذا پہلا قول یعنی امام ابوحنیفہؒ کا قول ہی مذہب کا معتبر قول ہے۔

معذور ہونے سے مراد

معذور ہونے سے مراد یہ ہے کہ وہ کسی وجہ سے زمین پر بیٹھ ہی نہیں سکتا ہو، یا کسی ایسی بیماری میں مبتلا ہو کہ زمین پر بیٹھ کر نماز ادا کرنے میں بیماری بڑھ جائے گی، یا صحت یابی میں تاخیر ہوگی، یا بیٹھنے میں بہت درد ہوتا ہو؛ چنانچہ فقہا نے قیام سے عاجز شخص کے بارے میں یہی تفصیل ذکر کی ہے:

. . . بل إذا عجز منه أصلاً ، أو قدر عليه إلا أنه يضعفه ذلك ضعفاً شديداً ، حتى تزيد علته بذلك أو يجد وجعاً بذلك ، أو يخاف بطء البرء۔ (محیط برہانی: کتاب الصلاۃ، باب فی صلاۃ المریض: ۲۶/۳)

بلکہ وہ جب قیام سے بالکل عاجز ہو یا کھڑا ہوسکتا ہو؛ لیکن شدید ضعف کا باعث ہو، یہاں تک کہ کھڑے ہونے کی وجہ سے بیماری بڑھ جاتی ہو یا اس کی وجہ سے درد بڑھ جاتا ہو یا صحت میں تاخیر کا اندیشہ ہو (تو اس پر قیام واجب نہیں)۔

اب سوال یہ ہے کہ عاجز ہونے کی ان علامتوں کو کس طرح جانا جاسکتا ہے؟ —— تو علامہ حسن شرنبلالی (متوفی: ۱۰۶۹ء) نے اس کی تین صورتیں لکھی ہیں، ایک یہ کہ اس سلسلہ میں اس کو سابق تجربہ ہو، دوسری شکل یہ ہے کہ کسی معتبر مسلمان معالج نے مشورہ دیا ہو، تیسری صورت یہ ہے کہ وہ فی الحال سخت تکلیف محسوس کرتا ہو، غرض کہ اس کے بیٹھنے کا باعثِ تکلیف ہونا غالب گمان کے درجہ میں ہو: ''**بأن غلب في ظنه بتجربة سابقة أوإخبار طبيب مسلم حاذق أو ظهور الحال**''۔ (مراقی الفلاح، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ المریض: ۲۱۶)

سجدہ کرنے سے معذور ہو

غالباً یہ ایسی صورت ہے جس میں کرسی پر نماز کے درست ہونے میں کوئی اختلاف نہیں ہوسکتا؛ کیوں کہ شریعت کے تمام احکام انسان کی قوت اور صلاحیت پر مبنی ہیں؛ لیکن معذور ہونے کی ایک اور صورت میں غور وفکر کی ضرورت ہے، اور وہ یہ ہے کہ ایک شخص سجدہ پر تو قادر نہ ہو؛ لیکن قیام اور رُکوع پر قادر ہو اور زمین پر بیٹھ بھی سکتا ہو، اگر وہ زمین پر بیٹھ کر نماز پڑھے تب بھی سجدہ اشارہ ہی سے کرے گا اور اگر کھڑے ہوکر یا کرسی پر بیٹھ کر نماز پڑھے تب بھی سجدہ اشارہ ہی سے ہوگا، کیا اس صورت میں کرسی پر نماز ادا کرنا جائز ہوگا؟ —— اس سلسلہ میں فقہاء کی تصریحات سے جو بات واضح ہوتی ہے وہ یہ کہ ایسے شخص کے لئے بہتر تو یہی ہے کہ وہ زمین پر بیٹھ کر اشارہ سے سجدہ کرے؛ لیکن گنجائش اس کی بھی ہے کہ وہ کرسی پر بیٹھ کر اشارہ سے سجدہ کرے؛ کیوں کہ جو شخص سجدے پر قادر نہ ہوتو اس کے حق میں امام شافعی اور احناف میں امام زفر کے نزدیک یہ بات واجب ہے کہ وہ کھڑا ہوکر نماز ادا کرے: ''لا يجزئه إلا أن يصلى قائماً'' (۱) ان حضرات کی دلیل یہ ہے کہ جب ایک شخص قیام پر قادر ہوتو اسے کھڑے ہوکر ہی نماز پڑھنی چاہئے، اور رہ گیا حالت قیام میں اشارہ سے رُکوع وسجدہ کرنا تو یہ مشروع ہے؛ کیوں کہ اگر کوئی شخص کیچڑ میں پیدل چل رہا ہو؛ اس لئے سجدہ نہیں کرسکتا، یا رُکوع اور سجدہ میں جانے میں دشمن کا خوف ہوتو وہ اشارہ سے نماز ادا کرسکتا ہے، اس لئے یہاں بھی یہی حکم ہوگا، امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک کھڑے ہوکر اشارے سے نماز پڑھنا واجب تو نہیں ہے؛ لیکن بہتر ہے کہ بیٹھ کر نماز ادا کرے؛ لیکن اگر کھڑے ہوکر نماز پڑھے اور رکوع اور سجدہ اشارہ سے کرلے تو اگرچہ یہ خلاف مستحب ہے؛ لیکن یہ صورت بھی جائز ہے: ''وإن صلّٰى قائماً بالإيماء أجزأه، ولا يستحب له ذلك'' (۲) —— یہ بات فقہ حنفی کی متعدد کتابوں میں آئی ہے:

> والظاهر من المذهب جواز الإيماء بهما قائماً وقاعداً۔ (۳)
>
> ظاہر مذہب یہی ہے کہ رُکوع اور سجدے کو اشارے سے ادا کرنا جائز ہے خواہ کھڑا ہو یا بیٹھا ہو۔

اسی طرح علامہ حسن شرنبلالی کا بیان ہے:

> وإن قدر على القيام وعجز عن الركوع والسجود صلى قاعداً بالإيماء، وهو أفضل من إيمائه قائماً۔ (۴)

---

(۱) بدائع الصنائع: ۱/ ۲۸۶۔
(۲) بدائع الصنائع: ۱/ ۲۸۶۔
(۳) البحر الرائق، باب صلاۃ المریض: ۲/ ۲۰۵۔
(۴) مراقی الفلاح، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ المریض: ۲۱۹۔

اگر قیام پر قادر ہواور رُکوع اور سجدہ سے عاجز ہوتو بیٹھ کر اشارہ سے نماز پڑھنا کھڑے ہوکر اشارے سے نماز پڑھنے کے بالمقابل بہتر ہے۔

جب سجدہ سے معذور شخص کھڑا ہوکر رُکوع اور سجدہ کو اشارہ سے ادا کرسکتا ہے تو بہ ظاہر کرسی پر بیٹھ کر اشارہ سے رُکوع اور سجدہ کرنا بھی جائز ہوگا؛ کیوں کہ بہ مقابلہ قیام کے رُکوع کی حالت قعود کی حالت سے زیادہ قریب ہے، کرسی پر بیٹھنے کی شکل میں سر سے لے کر کمر تک اور کمر سے لے کر گھٹنے تک جسم کی وضع اسی کیفیت پر ہوتی ہے جو بیٹھنے کی حالت میں اختیار کی جاتی ہے، رہ گیا زمین کے بجائے کرسی پر بیٹھنا تو جو چیز زمین سے اوپر ہو؛ لیکن سخت ہو، وہ زمین ہی کے حکم میں شمار کی جاتی ہے، اسی لئے منبر پر، ٹھہری ہوئی سواری پر، زمین کے اوپر رکھی ہوئی چوکی وغیرہ پر فقہاء نے نماز پڑھنے کی اجازت دی ہے، یہاں تک کہ ہمارے عہد کے فقہاء نے ہوائی جہاز کی سطح پر نماز پڑھنے کو بھی: ''صلاۃ علی الارض''(زمین پر نماز پڑھنے) کے حکم میں رکھا ہے، تو ظاہر ہے کہ کرسی بھی اسی نوعیت کی شئے ہے؛ البتہ کرسی پر بیٹھنے میں گھٹنے سے لے کر پاؤں تک کی وضع قعود کی مسنون کیفیت سے مختلف ہوتی ہے، یہ تقریباً ایسے ہی ہے جیسے کوئی شخص عذر کی وجہ سے پاؤں پھیلائے ہوئے بیٹھ کر نماز پڑھے، جس کی اجازت ہے، قیام سے معذور شخص کے لئے جو بیٹھ کر نماز پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے، اس کی دلیل جہاں نص سے دی ہے، وہیں یہ عقلی دلیل بھی پیش کی گئی ہے کہ قعود بھی نصف قیام ہے: ''فإنه يصلي المكتوبة قاعداً بركوع وسجود ، ولا يجزئه غير ذلك؛ لأنه عجز عن نصف القيام وقدر على النصف''(۱) تو کرسی پر بیٹھنے والا شخص بھی کم سے کم قعدہ کی مسنون ہیئت کے نصف کو پورا کرتا ہے۔

اس لئے جو بات سمجھ میں آتی ہے وہ یہ کہ :

(الف) جو شخص زمین پر بیٹھنے سے معذور ہو اس کے لئے کرسی پر اشارہ سے نماز ادا کرنا جائز ہے۔

(ب) جو شخص زمین پر بیٹھنے سے تو عاجز نہ ہو؛ لیکن سجدہ کرنے سے معذور ہو، اس کے لئے بہتر یہی ہے کہ وہ زمین پر بیٹھ کر نماز پڑھے؛ لیکن کرسی پر بھی نماز ادا کرنے کی گنجائش ہے۔

(ج) جو شخص ان دونوں صورتِ حال سے دوچار نہ ہو، اس کے لئے فرض کرسی پر نماز پڑھنا جائز نہیں اور پڑھے تو نماز نہیں ہوگی۔

بعض شبہات

رہ گئی یہ بات جو بعض حضرات نے لکھی ہے کہ کرسی پر بیٹھنا تکبر ہے اور انکساری کے خلاف ہے یا یہ کہ

---

(۱) محیط برہانی، کتاب الصلاۃ، فی صلاۃ المریض: ۲۶/۳، مسئلہ نمبر: ۲۳۳۸۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کے زمانے میں کرسیوں پر نماز نہیں پڑھی جاتی تھی، یا یہ کہ اس میں عیسائیوں اور یہودیوں کی عبادت سے مشابہت پائی جاتی ہے تو یہ ساری باتیں محل نظر ہیں، کسی چیز کے انکساری کے خلاف ہونے کی دو صورتیں ہیں: ایک یہ کہ وہ عمل کیا ہی جاتا ہو تکبر کے طور پر، کرسی کے استعمال کے بارے میں یہ بات نہیں کہی جاسکتی؛ کیوں کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور بعض صحابہ نے کرسی کا استعمال کیا ہے اور جو عمل انکساری کے مغائر ہو، اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ نماز سے باہر بھی کیسے کر سکتے تھے؟ دوسری صورت یہ ہے کہ عمل کرنے والے کی نیت میں تکبر ہو، نماز ادا کرنے والے کے بارے میں بہ ظاہر یہ بات سوچی نہیں جاسکتی؛ کیوں کہ نماز تو ہے ہی اپنی بڑائی کو فنا کرنے کے لئے، کسی نماز پڑھنے والے کے عمل کو تکبر پر محمول کرنے میں ایک نمازی شخص سے سوءظن سا معلوم ہوتا ہے۔

یہ درست ہے کہ صحابہ کے دور میں نماز میں کرسی کا استعمال منقول نہیں؛ لیکن ایک تو کسی چیز کا منقول نہ ہونا اس بات کی دلیل نہیں ہوتی کہ وہ بات پیش ہی نہ آئی ہو، دوسرے کسی فعل کا ترک ممانعت کی دلیل نہیں، جب تک کہ اس پر نہی وارد نہیں ہوئی ہو، جیسے عذر کی بنا پر لاٹھی یا دیوار یا خدام کے سہارے فقہاء نے نماز پڑھنے کی اجازت دی ہے؛ حالاں کہ غالباً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ سے اس کا ثبوت نہیں، کشتی میں نماز ادا کرنے کی اجازت دی گئی؛ حالاں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یا صحابہ سے صراحتاً کشتی میں نماز پڑھنا منقول نہیں۔

مسجد میں کرسی رکھنے یا کرسی پر نماز پڑھنے کو یہودیوں اور عیسائیوں سے تشبہ قرار دینا بھی محل نظر ہے؛ کیوں کہ یہود و نصاریٰ کے یہاں بھی کرسی پر بیٹھ کر عبادت نہیں ہوتی، یہودی گھٹنے کے بل کھڑے ہوکر عبادت کرتے ہیں اور عیسائی بالکل کھڑے ہوکر، اسی طرح ایسا نہیں ہے کہ مذہبی اعتبار سے ان کے یہاں چرچ وگرجا میں کرسی رکھنے کی ترغیب دی گئی ہو اور لازماً کرسیاں رکھی جاتی ہوں؛ بلکہ بعض عبادت گاہوں میں سہولت کے لئے کرسیاں رکھتے ہیں، تشبہ تو اس وقت ہوتا جب اس کا تعلق ان کے مذہب سے ہوتا۔

اگر قیام ورکوع پر قادر ہو، سجدہ پر قادر نہ ہو؟

ایک اہم سوال یہ ہے کہ اگر کوئی شخص قیام یا رُکوع یا دونوں پر قادر ہو؛ لیکن سجدہ پر قادر نہ ہو، اس لئے کرسی پر نماز پڑھ رہا ہو تو ایسے شخص پر قیام اور رُکوع ضروری ہوگا یا قیام کی حالت میں بھی وہ بیٹھ سکتا ہے اور رُکوع کے بجائے رُکوع کا اشارہ کرسکتا ہے، اس سلسلہ میں فقہاء کے درمیان اختلافِ رائے پایا جاتا ہے۔

اس سلسلہ میں فقہاء حنفیہ کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ اگر کوئی شخص قیام پر قادر ہو؛ لیکن سجدہ پر قادر نہ ہو یا رکوع پر قادر ہو اور سجدہ پر قادر نہ ہو تو قیام اور رُکوع بھی اس پر واجب نہیں ہوگا :

وإن كان قادراً على القيام دون الركوع والسجود ، يصلي قاعداً

بالإيماء . . . ولهذا سقط الركوع عمن سقط عنه السجود و إن كان قادراً على الركوع ۔ (۱)

ان کی دلیل یہ ہے کہ چوں کہ عبادت وتذلل کا پہلو سب سے زیادہ سجدہ میں پایا جاتا ہے؛ اس لئے سجدہ اصل مقصود ہے، قیام ورُکوع کی حیثیت اس کے تابع کی ہے؛ لہٰذا جب اصل ساقط ہوگیا تو جو افعال اس کے تابع ہیں، وہ بھی ساقط ہوجائیں گے اور سجدہ کے اصل ومقصود ہونے کی دلیل یہ ہے کہ سجدہ تنہا بھی مشروع ہے، جیسے سجدۂ تلاوت اور سجدۂ سہو؛ لیکن قیام اور رُکوع تنہا عبادت نہیں، یہی نقطۂ نظر مالکیہ کا بھی ہے :

. . . قيام لها ، أي لأجلها في حق إمام وفذ ،فليس بفرض مستقل على المعتمد ، وعليه فلو عجز عنها سقط القيام ۔ (۲)

جب کہ شوافع اور حنابلہ کے نزدیک جو شخص قیام پر قادر ہو اور رُکوع یا سجدے سے معذور ہو تو قیام کا حکم اس سے ساقط نہیں ہوگا، وہ کھڑا ہو کر نماز پڑھے گا اور اشارے سے رُکوع کرے گا اور پھر بیٹھ کر اشارہ سے سجدہ کرے گا :

ومن قدر على القيام وعجز عن الركوع أو السجود لم يسقط عنه القيام ويصلي قائماً فيؤمي بالركوع ثم يجلس فيؤمي بالسجود وبهذا قال الشافعي ۔ (۳)

یہی رائے حنفیہ میں امام زفرؒ کی ہے،(۴) حنفیہ میں علامہ ابن نجیم مصریؒ کا رجحان بھی اسی طرف ہے :

يفترض عليه أن يقوم للقراءة ، فإذا جاء أو ان الركوع والسجود أومأ قاعداً ۔ (۵)

اور علامہ سرخسیؒ نے یہی نقطۂ نظر ایک حنفی صاحب علم بِشر کا نقل کیا ہے،(۶) عصر حاضر کے ممتاز فقیہ حضرت مولانا محمد تقی عثمانی صاحب کی رائے بھی یہی ہے۔

غور کیا جائے تو اس سلسلہ میں یہ دوسرا نقطۂ نظر زیادہ قوی اور شریعت کے مزاج سے ہم آہنگ معلوم ہوتا ہے، قیام اور رُکوع کا فرض ہونا قرآن مجید، حدیث متواتر اور عہد نبوت سے لے کر آج تک مسلمانوں کے عمل سے ثابت ہوتا ہے اور اس کے فرض ہونے پر اُمت کا اجماع ہے، یہاں تک کہ اگر کوئی شخص سہارا لے کر قیام کرنے سے مجبور ہو تو

(۱) بدائع الصنائع: ۱/ ۲۸۶، ۲۸۷۔
(۲) الصاوی علی الشرح الصغیر: ۱/ ۳۱۲۔
(۳) المغنی: ۲/ ۵۷۲۔
(۴) بدائع الصنائع: ۱/ ۲۸۶۔
(۵) نہر النائق: ۱/ ۳۳۷۔
(۶) المبسوط للسرخسی: ۱/ ۲۱۳۔

سہارا لے کر قیام کرنا فرض ہے، یہ رائے جہاں شوافع (۱) حنابلہ (۲) اور دوسرے فقہاء کی ہے، احناف کی بھی ہے، فتاویٰ عالمگیری میں ہے :

ولو قدر على القيام متكئاً ، فالصحيح أنه يصلي قائماً متكئاً ، ولا يجزيه غير ذلك الخ ۔ (۳)

اگر سہارا لے کر قیام پر قادر ہو تو صحیح یہ ہے کہ کھڑے ہو کر سہارے سے نماز ادا کرے، اس کے علاوہ کوئی بات کافی نہیں ہوگی۔

ایک ایسے اہم فریضہ کو تابع محض قرار دے کر بلا عذر کے ساقط کر دینا سمجھ میں نہیں آتا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کہ کھڑے ہو کر نماز پڑھنے پر قادر ہو تو کھڑے ہو کر پڑھو، اگر کھڑے ہونے پر قدرت نہ ہو تب بیٹھ کر پڑھو: ''صل قائماً ، فإن لم تستطع فقاعداً'' سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے؛ اس لئے مشہور محقق علامہ ابن ہمام نے اس استدلال پر بے اطمینانی ظاہر کی ہے، فرماتے ہیں :

وقد يمنع أن شرعيته لهذا على وجه الحصر ؛ بل له ، ولما فيه نفسه من التعظيم كما يشاهد في الشاهد من اعتباره كذلك ، حتى يحبه أهل التجبر لذلك ، فإذا فات أحد التعظيمين صار مطلوباً بما فيه نفسه ، ويدل على نفي هذه الدعوى أن من قدر على القعود والركوع والسجود لا القيام ، وجب عليه القعود مع أنه ليس في السجود عقيبه تلك النهاية لعدم مسبوقيته بالقيام ۔ (۴)

یہ بات درست نہیں ہے کہ قیام کا حکم صرف اسی وجہ سے ہے کہ وہ سجدے کا وسیلہ ہے، بلکہ یہ وجہ بھی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ خود قیام میں بھی تعظیم کا پہلو ہے، جیسا کہ اس کا مشاہدہ ہوتا رہتا ہے؛ اسی لئے متکبر لوگ اپنے لئے اس کو پسند کرتے ہیں، لہٰذا اگر تعظیم کے دو طریقے (قیام اور سجود) میں سے ایک بھی فوت ہو جائے تو وہ بہ ذات خود مطلوب ہوگا اور اس دعوی کے درست نہ ہونے کی دلیل یہ ہے کہ جو شخص قعدہ، رکوع اور سجدے پر قادر نہ ہو نہ کہ قیام پر، تو قعدہ واجب ہوتا ہے؛ حالاں کہ قعدہ بھی سجدہ میں جانے کے لئے ذریعہ بنتا ہے۔

---

(۱) روضۃ الطالبین: ۱/ ۲۳۲۔ (۲) المغنی: ۲/ ۵۷۱۔

(۳) ہندیہ: ۱/ ۱۳۶۔ (۴) فتح القدیر: کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ المریض: ۲/ ۶۔

اس سے معلوم ہوا کہ جن حضرات نے سجدے سے عاجز شخص کو قیام سے بھی معذور قرار دے دیا ہے، ان کے پیش نظر وہ جسمانی عوارض ہیں جو عام طور پر پیش آتے ہیں، اگر کوئی شخص ایسی صورتِ حال سے دو چار نہ ہو تو اس پر اس کا اطلاق نہیں ہوگا؛ اس لئے جو لوگ کرسی پر نماز ادا کرتے ہیں، اگر وہ قیام اور رُکوع پر قادر ہوں تو فرض نمازوں میں ان کے لئے قیام اور رُکوع ضروری ہے اور اس کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ اس کی نماز تمام فقہاء کے قول پر درست ہوجائے گی، جو لوگ قیام کو واجب قرار دیتے ہیں، جیسے شوافع، حنابلہ اور بعض احناف ان کے قول پر بھی، اور جو لوگ واجب قرار نہیں دیتے، جائز تو ان کے یہاں بھی ہے؛ اس لئے ان کے قول پر بھی، اور اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ احکام شرعیہ پر اس طرح عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے کہ تمام فقہاء کے اقوال کے مطابق اس کا عمل درست قرار پائے۔

البتہ اختلافی مسائل میں اگر کوئی شخص کسی مفتی کے قول کو درست سمجھ کر اس پر عمل کرلے تو یہ اس کے لئے کافی ہوجائے گا، اس لئے اگر کوئی حنفی احناف کے قولِ مشہور پر عمل کرتے ہوئے قیام اور رُکوع نہ کرے اور وہ اس رائے کو راجح سمجھتا ہو، یا اس میں دلائل کو سمجھنے کی صلاحیت نہ ہو اور اس کو کسی عالم نے یہی بتایا ہو تو اس کی نماز درست ہوجائے گی۔

یہ حکم جیسے کرسی پر بیٹھ کر نماز ادا کرنے والے شخص کے لئے ہے، ویسے ہی زمین پر بیٹھ کر نماز ادا کرنے والے کے لئے بھی کہ اگر وہ کھڑا ہوسکتا ہو یا رُکوع کرسکتا ہو تو اسے قیام اور رُکوع کرنا چاہئے۔

اشارہ سر سے نہ کہ ہاتھ سے

کرسی پر بیٹھ کر نماز پڑھنے کی صورت میں سجدے سے متعلق دو باتیں قابل ذکر ہیں، ایک یہ کہ بہت سے لوگ سجدے کے اشارے کے لئے اپنے ہاتھ گھٹنوں سے آگے بڑھا کر اس طرح رکھتے ہیں، جیسے زمین پر سجدہ کرنے والا اپنے ہاتھ کو زمین پر رکھتا ہے، یہ درست نہیں ہے؛ اس لئے کہ اشارے سے رُکوع اور سجدہ کرنے سے مراد سر کا اشارہ ہے؛ اسی لئے فقہاء نے لکھا ہے کہ سجدہ کا اشارہ رُکوع کے مقابلہ زیادہ پست ہوگا: ''**ویجعل السجود أخفض من الرکوع**''(۱) اسی طرح اگر کوئی شخص بیٹھنے پر قادر نہ ہو اور اشارہ سے نماز پڑھے تب بھی سر ہی کا اشارہ معتبر ہے:

> ثم إذا أو مأ ، فإنه يؤتى بالرأس ، فإن كان عجز عن الإيماء بالرأس لم يصل عندنا۔ (۲)

---

(۱) المحیط البرہانی: ۲۶/۳۔ (۲) محیط برہانی: ۲۸/۳۔

پھر جب اشارے سے نماز پڑھے تو سر سے اشارہ کرے گا، اگر سر سے اشارہ کرنے سے معذور ہو تو ہمارے نزدیک وہ نماز نہیں پڑھے گا۔

اس بارے میں اختلاف ہے کہ اگر سر سے اشارے پر قادر نہ ہو تو کیا آنکھوں کے اشارے سے نماز ادا کرسکتا ہے؟ امام ابو یوسفؒ کے نزدیک ایسا شخص آنکھوں کے اشارے سے نماز ادا کرے گا، جب کہ امام ابوحنیفہؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک آنکھوں کا اشارہ معتبر نہیں ہے، اس سلسلہ میں امام محمدؒ کا جو قول نقل کیا گیا ہے اس کے الفاظ اس طرح ہیں :

وسئل محمد رحمه الله تعالى عن ذلك فقال : لا شك أن الإيماء بالرأس يجوز ولا أشك أن الإيماء بالقلب لا يجوز۔ (۱)

امام محمدؒ سے اس سلسلہ میں دریافت کیا گیا تو انھوں نے فرمایا: اس میں کوئی شک نہیں کہ سر سے اشارہ جائز ومعتبر ہے اور اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ دل سے اشارے کا اعتبار نہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ رُکوع یا سجدہ کے لئے سر کا اشارہ معتبر ہے، ہاتھ کے اشارے کا اعتبار نہیں۔

منبر پر سجدہ

دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ بعض مقامات پر کرسی کے ساتھ سامنے میز رکھی ہوتی ہے اور لوگ میز پر سجدہ کرتے ہیں، اس کا کیا حکم ہوگا؟ —— اس سلسلہ میں بحیثیت مجموعی تین صورتیں ہوسکتی ہیں :

(الف) نماز پڑھنے والا زمین پر بیٹھا ہوا ہو؛ لیکن زمین پر اپنا سر نہیں ٹکا سکتا ہو، اور وہ سامنے کوئی چیز رکھ کر اس کے اوپر سجدہ کرلے۔

(ب) کرسی پر نماز ادا کر رہا ہو اور سامنے کوئی چیز رکھ کر اس پر سجدہ کرے۔

(ج) سجدہ کے لئے اس قدر جھک نہیں سکتا کہ پیشانی اس شئے سے لگ جائے، خواہ زمین پر بیٹھا ہوا ہو یا کرسی پر؛ اس لئے اسی شئے کو اُٹھا کر اپنی پیشانی سے لگالے۔

اس مسئلہ پر غور کرنے کے لئے ضروری ہے کہ اس سلسلہ میں جو نصوص وارد ہوئی ہیں، ان کو سامنے رکھا جائے، بحیثیت مجموعی روایات چار طرح کی ملتی ہیں :

اول یہ کہ جو شخص سجدہ کرنے پر قادر نہ ہو، اسے چاہئے کہ اشارے سے سجدہ کرے؛ چنانچہ حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مریض کی نماز کے بارے میں فرمایا :

(۱) محیط برہانی: کتاب الصلاۃ، صلوۃ المریض: ۳/۲۹۔

إن لم يستطع أن يسجد أو مأ وجعل سجوده أخفض من ركوعه ۔ (۱)

اگر سجدہ نہ کر سکے تو اشارہ سے کرے اور اپنے سجدے کو رُکوع سے پست رکھے۔

دوسری روایت میں ہے :

من لم يقدر على السجود ، فليجعل سجوده ركوعاً۔ (۲)

جو شخص سجدے پر قادر نہ ہو تو وہ اپنے سجدے کو رُکوع کے برابر کرے۔

اسی طرح حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ سے منقول ہے، وہ فرماتے ہیں :

إن استطعت أن تسجد على الأرض فاسجد ، وإلا فأومى إيماء واجعل السجود أخفض من الركوع ۔ (۳)

اگر تم زمین پر سجدہ کرنے پر قادر ہو تو پھر (زمین پر ہی) سجدہ کرو، ورنہ اشارے سے سجدہ کرو اور اپنے سجدے کو رُکوع کے مقابلہ پست رکھو۔

ان روایات میں سامنے کوئی چیز رکھنے اور نہ رکھنے کا ذکر نہیں ہے؛ البتہ ان سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ جو شخص زمین پر سجدہ کرنے کے موقف میں نہ ہو، اس کا وظیفہ بدل جاتا ہے اور اس پر حقیقی سجدہ کے بجائے سجدہ کا اشارہ واجب ہو جاتا ہے۔

دوسری روایت حضرت جابرؓ سے مروی ہے :

عن جابر أن النبى صلى الله وسلم عاد مريضاً فرأه يصلى على وسادة فأخذها فرمى بها ، فأخذ عودا ليصلى عليه ، فأخذه فرمى به ، وقال : صل على الارض إن استطعت ؛ وإلا فأومئ إيماء ، واجعل سجودك أخفض من ركوعك ۔ (۴)

رسول اللہ ﷺ نے ایک مریض کی عیادت کی اور اسے تکیہ پر نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو آپ نے تکیہ لے کر پھینک دیا، پھر ان صاحب نے نماز پڑھنے کے لئے

(۱) دارقطنی، باب الصلوٰۃ المریض، حدیث نمبر: ۱۶۹۰، بدائع الصنائع: ۱/ ۲۸۴۔

(۲) المطالب العالیۃ، حدیث نمبر: ۱۳۶۷، بدائع الصنائع: ۱/ ۲۸۴۔

(۳) مسند ابویعلی، حدیث نمبر: ۱۸۱۱۔

(۴) نصب الرایۃ: ۲/ ۱۷۵۔

لکڑی لی تو آپ نے اسے بھی لے کر پھینک دیا اور فرمایا: اگر تمہارے اندر طاقت ہو تو زمین پر نماز پڑھو، ورنہ اشارے سے پڑھو اور سجدے کو رُکوع سے پست رکھو۔

تیسری روایت حضرت اُم سلمہؓ سے متعلق ہے :

عن الحسن عن أمه قالت : رأيت أم سلمة زوج النبی صلی الله علیه وسلم تسجد علی وسادة أدم من رمد بها ۔ (۱)

حضرت حسن اپنی والدہ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ حضرت اُم سلمہؓ کو دیکھا کہ آپ آشوب چشم کی وجہ سے چمڑے کے ایک تکیہ پر سجدہ کر رہی ہیں۔

چوتھی روایت حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے بارے میں مروی ہے :

عن علقمة قال : دخل عبد الله علی أخیه عتبة یعوده ، فوجده علی عود یصلی فطرحه وقال : إن هذا شيئ عرض به الشیطان ، ضع وجهک علی الأرض ، فإن لم تستطع ؟ فأومئ إیماء ۔ (۲)

حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ اپنے بھائی عتبہ کی عیادت کے لئے گئے تو دیکھا کہ وہ نماز پڑھ رہے ہیں اور ایک لکڑی پر سجدہ کر رہے ہیں تو حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ نے اس لکڑی کو ہٹا دیا اور فرمایا کہ یہ چیز تم کو شیطان نے سکھائی، زمین پر سجدہ کرو؛ لیکن اگر اس کی قدرت نہ ہو تو اشارہ سے سجدہ کرو۔

یہ چار قسم کی روایات ہیں، جن میں پہلی روایات سے اُصولی بات معلوم ہوئی کہ جو شخص زمین پر سجدہ نہیں کر سکے، اس کو سر کے اشارے سے سجدہ کرنا ہے، یہ بات متفق علیہ ہے، چوتھی روایت سے معلوم ہوا کہ سجدہ کی یہ صورت درست نہیں کہ کوئی چیز جو نیچے رکھی ہوئی ہو، اس کو اُٹھا کر سر سے لگا لیا جائے ، یا اس کو کوئی شخص اُٹھائے اور نمازی اس پر سر رکھ دے، اس میں بھی کوئی اختلاف نہیں، دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ زمین پر رکھی ہوئی کسی چیز پر سجدہ کرنا کافی نہیں ہے اور تیسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ زمین پر رکھی ہوئی کوئی چیز ہو اور اس پر

---

(۱) مسند الشافعی، حدیث نمبر: ۵۵۵، نیز دیکھئے: مصنف ابن عبدالرزاق، باب صلاۃ المریض، حدیث نمبر: ۴۱۴۵۔

(۲) مصنف ابن أبی شیبۃ، باب من کرہ الصلاۃ علی العود، حدیث نمبر: ۲۸۲۹، نیز دیکھئے: مصنف ابن أبی شیبۃ، باب صلاۃ المریض، حدیث نمبر: ۲۸۳۵، مصنف ابن عبدالرزاق، باب صلاۃ المریض، حدیث نمبر: ۴۱۴۴۔

سجدہ کرلیا جائے توسجدہ درست ہے، اس دوسری اور تیسری روایت کے درمیان فقہاء نے تطبیق پیدا کرنے کی کوشش کی ہے؛ چنانچہ علامہ شامیؒ فرماتے ہیں :

أقول : هذا محمول على ما إذا كان يحمل إلى وجهه شيئاً يسجد عليه : بخلاف ما إذا كان موضوعاً علىٰ الأرض ، يدل عليه مافى الذخيرة حيث نقل عن الأصل الكراهة فى الأول ، ثم قال : فإن كانت الوسادة موضوعة على الأرض وكان يسجد عليها جازت صلاته ۔ (۱)

میں کہتا ہوں : یہ (کسی رکھی ہوئی چیز پر سجدہ کرنے کی ممانعت) اس صورت پر محمول ہے، جب نمازی اپنے چہرے کی طرف کوئی چیز اُٹھائے جس پر سجدہ کیا جائے ، برخلاف اس صورت کے جب کہ وہ چیز زمین پر رکھی ہوئی ہو، جس پر سجدہ کررہا ہو، اس کی دلیل یہ ہے کہ ''ذخیرہ'' میں ''کتاب الاصل'' سے اسی پہلی صورت کی کراہت منقول ہے، پھر لکھا ہے کہ اگر تکیہ زمین پر رکھا ہوا ہو اور نماز پڑھنے والا اس پر سجدہ کرے تو اس کی نماز درست ہوجائے گی۔

اس تطبیق سے یہ بات واضح ہوگئی کہ اگر سجدہ میں زمین پر رکھی ہوئی چیز کو سر کی طرف اُٹھالے اور نماز پڑھنے والا اس سے سر لگالے تو سجدہ نہیں ہوگا، سوائے اس کے کہ نیچے سے کوئی شئے اُٹھایا اور اوپر سے سر کو جھکایا تو ایسی صورت میں اس کا سر جھکانا سجدہ کا اشارہ سمجھا جائے گا اور کراہت کے ساتھ اس کا سجدہ درست ہوجائے گا؛ چنانچہ نورالایضاح میں ہے :

ولا يرفع لوجهه شيئ يسجد عليه ، فإن فعل ، وخفض رأسه فصح ، وإلا لا ۔ (۲)

نماز پڑھنے والا اپنے چہرے کی طرف کوئی ایسی چیز نہ اُٹھائے، جس پر وہ سجدہ کرے، اگر اس نے ایسا کیا اور اپنے سر کو بھی جھکایا تب توسجدہ درست ہوجائے گا ورنہ درست نہ ہوگا۔

---

(۱) شامی، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ المریض: ۲/ ۵۶۸۔

(۲) کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ المریض: ۲۱۷۔

اس کی وضاحت کرتے ہوئے مراقی الفلاح میں ہے :

... (صح) أى صحت صلاته ؛ لوجود الإيماء ؛ لكن مع الإساءة لما روينا ۔ (۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سواری کی پشت پر نفل نماز پڑھا کرتے تھے، چاہے جس طرف سواری کا رخ ہو اور نماز سر کے اشارہ سے ادا کیا کرتے تھے۔

اگر زمین پر کوئی چیز رکھی ہوئی ہو اور نماز پڑھنے والا اس پر سجدہ کرے تو سجدہ ادا ہوجاتا ہے؛ لیکن شرط یہ ہے کہ جو چیز زمین پر رکھی گئی ہے وہ دو اینٹ سے زیادہ بلند نہ ہو، دو اینٹ سے کیا مراد ہے؟ علامہ حلبیؒ نے اس پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھا ہے :

ولو كان موضع السجود أرفع من موضع القدمين ، ان كان إرتفاعه مقدار لبنتين منصوبتين ، جاز السجود عليه ، وإن لم يكن ارتفاعه مقدار لبنتين ، بل كان أزيد فلا يجوز السجود ، وأراد باللبنة ، في قوله مقدار لبنتين لبنة بخارى ، وهى ربع ذراع عرض ست أصابع ، فمقدار اللبنتين منصوبتين نصف ذراع طول اثنتى عشرة اصبعاً ۔ (۲)

اگر سجدے کی جگہ قدموں کی جگہ سے اونچی ہو اور اس کی بلندی دو کھڑی اینٹ کے برابر ہو تو اس پر سجدہ کرنا جائز ہے اور اگر اس کی بلندی دو اینٹ سے بڑھ جائے تو سجدہ جائز نہیں ، اور اینٹ سے بخاریٰ کی اینٹ مراد ہے جو چوتھائی ہاتھ یعنی چھ انگشت کے برابر ہوتی ہے؛ لہٰذا دو کھڑی اینٹوں کی بلندی کی مقدار نصف ہاتھ یعنی بارہ انگشت اونچی ہوئی۔

غالباً فقہاء کی اس تفصیل کا مقصد یہ ہے کہ سجدے کی مسنون ہیئت باقی رہے، یہ تفصیل فقہاء احناف کے نزدیک ہے، شوافع کے نزدیک اتنی اونچی چیز نہ ہونی چاہئے کہ سر کا حصہ کمر سے اونچا ہوجائے ، (۳) اور مالکیہ کے

(۱) مراقی الفلاح: کتاب الصلاۃ، صلاۃ المریض: ۲۱۷، نیز دیکھئے: درمختار علی ھامش الرد: ۱/ ۵۶۸۔

(۲) حلبی کبیری: ۲۸۶۔

(۳) مجموع شرح مہذب: ۳/ ۲۸۶، فی مسائل تتعلق بالسجود۔

نزدیک اگر پیشانی رکھنے کی جگہ سطح زمین سے اونچی ہوجائے تو سجدہ درست نہیں ہوگا۔(۱)

البتہ اس سے ایک صورت سبھوں کے نزدیک مستثنیٰ ہے کہ شدید اژدحام کی وجہ سے پشت پر سجدہ کرنے کے سوا کوئی چارہ نہ رہے، یہ احناف کے یہاں بھی جائز ہے اور دوسرے فقہاء کے یہاں بھی؛ لیکن احناف کے یہاں ضروری ہے کہ مصلی ہی کی پشت ہو، خارج صلاۃ شخص کی پشت نہ ہو: ''إنما یجوز إذا سجد علی ظهر المصلی ، أما إذا سجد علی ظهور غیر المصلی لا یصلی''(۲) دوسرے فقہاء کے نزدیک کسی بھی انسان کی پیٹھ پر یا قدم پر سجدہ کرنا کافی ہے،(۳) اس استثنائی صورت کی بنیاد حضرت عمرؓ کا ارشاد ہے کہ جب اژدحام زیادہ ہوجائے تو اپنے بھائی کی پیٹھ پر یا اس کے قدم پر سجدہ کرلو: ''إن اشتدّ الزحام یوما فلیسجد أحدکم علی ظهر أخیه''۔(۴)

یہ تو گنجائش کی صورت ہے؛ لیکن سوال یہ ہے کہ کیا ایسا کرنا ضروری بھی ہوگا کہ اس کے بغیر اس کا سجدہ درست نہ ہو، اس سلسلہ میں فقہاء کی تصریحات سے جو بات معلوم ہوتی ہے وہ یہ کہ دو اینٹ کے بہ قدر اونچی جگہ پر سجدہ کرنا یہ اشارتاً سجدہ نہیں ہے؛ بلکہ حقیقی سجدہ ہے؛ لہٰذا جو شخص زمین پر بیٹھ کر نماز ادا کرسکتا ہو اور وہ زمین پر تو اپنی پیشانی نہیں رکھ سکتا؛ مگر ایسی کسی قدر اونچی چیز پر پیشانی رکھ سکتا ہے تو اس کے لئے ایسا کرنا واجب ہوگا؛ چنانچہ یہ علامہ شامی فرماتے ہیں:

> بل یظهر لي أنه لو کان قادراً علی وضع شيء علی الارض مما یصح السجود علیه أنه یلزمه ذلک ؛ لأنه قادر علی الرکوع والسجود حقیقة ، ولا یصح الإیماء بهما مع القدرة علیهما ؛ بل شرطه تعذرهما کما هو موضوع المسئلة ۔ (۵)
>
> بلکہ مجھ پر جو بات ظاہر ہوئی ہے، وہ یہ ہے کہ اگر زمین پر کوئی ایسی چیز رکھنے پر قادر ہو جس پر سجدہ کرنا درست ہے تو اس پر ایسا کرنا لازم ہے؛ اس لئے کہ وہ حقیقی معنوں میں رُکوع اور سجدہ پر قادر ہے اور اس قدرت کے باوجود اشارے سے رُکوع وسجدہ کرنا درست نہیں؛ بلکہ اشارہ سے درست ہونے کے لئے شرط ہے کہ حقیقی طور پر رُکوع اور سجدہ کرنا دشوار ہو۔

---

(۱) مواہب الجلیل لشرح مختصر خلیل، فرائض الصلاۃ: ۲/۲۱۶۔ (۲) تاتارخانیہ: ۱/۱۷۷، باب ما یفعله المصلی۔

(۳) دیکھئے: المجموع شرح مہذب: ۴/۳۱۰، مذاہب العلماء فی الزحام، الکافی: ۱/۴۸۵، باب صلاۃ الجمعۃ، شروط الصحۃ۔

(۴) مسند عبدالرزاق: ۳/۲۲۳، حدیث نمبر: ۵۴۶۵، باب من حضر الجمعۃ فزحم فلم یستطع۔ (۵) شامی: ۱/۵۶۱۔

لہٰذا یہ بات واضح ہوگئی جولوگ زمین پر بیٹھ کر اشارتاً رُکوع اورسجدے سے نماز ادا کرتے ہیں، اگر وہ زمین تک اپنی پیشانی نہ لے جاسکتے ہوں؛ لیکن چھ انگشت اونچائی تک پیشانی لے جاسکتے ہوں تو ان کے لئے ایسی بلند چیز پرسجدہ کرنا واجب ہے؛ کیوں کہ وہ سجدۂ حقیقی پر قادر ہیں۔

ظاہر ہے وہ لوگ جو کرسی پر نماز پڑھ رہے ہیں تو ان کا سجدہ سجدۂ حقیقی نہیں؛ بلکہ یہ اشارہ سے سجدہ ہے؛ کیوں کہ حقیقی سجدہ تو اس وقت ہوگا جب کسی ایسی چیز پرسجدہ کرے، جو اس کے پاؤں کی سطح سے بارہ انگشت سے زیادہ اونچی نہ ہو، بعض اہل علم نے اس سلسلہ میں فقہاء کے اس قول سے استدلال کیا ہے، جس کے مطابق سجدہ میں زمین کا گھٹنے پر رکھنا واجب نہیں ہے؛ لیکن اس کا تعلق اس صورت سے ہے جب کہ سجدہ گاہ زمین ہو اور گھٹنے کو زمین پر رکھے بغیر دونوں ہاتھوں کے سہارے وہ اپنی پیشانی زمین پر رکھ دے، غرض کہ جو لوگ کرسی پر بیٹھ کر نماز پڑھتے ہیں، ان کا سجدہ حقیقی سجدہ نہیں، اگر حقیقی سجدہ ہوتا تو بلا عذر بھی اس کی اجازت ہوتی، اس لئے :

(الف) کرسی کے سامنے میز رکھنا غیر ضروری عمل ہے۔

(ب) اگر میز اتنی اونچی ہو کہ جھکنے کی نوبت نہ آئے یا بہت معمولی طور پر جھکنا پایا جائے کہ رُکوع اورسجدے کے جھکنے میں کوئی فرق باقی نہ رہے تو سجدہ ادا نہیں ہوگا۔

(ج) اگر میز نیچی ہو اور اس کے لئے نماز پڑھنے والے کو سر اتنا جھکانا پڑے جو سجدے کی حالت میں مطلوب ہے تو سجدہ درست ہوجائے گا، اس لئے نہیں کہ اس نے میز پر اپنا سر رکھا ہے؛ بلکہ اس لئے کہ اس نے سر جھکا کر اشارے کے ذریعہ سجدہ کیا ہے؛ لہٰذا اس حالت میں اس کے دونوں ہاتھ اس کے گھٹنے اور ران پر ہونے چاہئیں نہ کہ میز پر، میز پر ہاتھوں کا رکھنا غیر ضروری عمل ہونے کی وجہ سے کراہت سے خالی نہیں ہوگا۔

فرض ونفل میں فرق

ایک اور قابل توجہ مسئلہ یہ ہے کہ کیا کرسی پر نماز پڑھنے کی صورت میں فرض اور نفل نمازوں کے درمیان کچھ فرق ہوگا؟ —— اس سلسلہ میں دو باتیں اُصولی اہمیت کی حامل ہیں :

اول یہ کہ فرض وواجب اور نفل نمازوں کے درمیان مختلف احکام میں شریعت نے فرق رکھا ہے، بنیادی فرق تو یہی ہے کہ قیام پر قدرت کے باوجود نفل نماز کو بیٹھ کر بھی ادا کیا جاسکتا ہے، اگر چہ اس کا اجر کم ہے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بیٹھ کر نماز پڑھنے والے کا اجر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے والے کے مقابلہ نصف ہے۔(۱)

خود رسول اقدس ﷺ کا بھی معمولِ مبارک تھا کہ نماز تہجد کبھی کھڑے ہو کر پڑھتے اور کبھی بیٹھ کر؛ چنانچہ اُم المومنین حضرت عائشہؓ سے روایت ہے :

(۱) بخاری، باب صلاۃ القاعد، حدیث نمبر: ۱۰۶۵۔

وكان يصلى ليلا طويلاً قائماً وليلاً طويلاً جالساً ، فإذا قرأ وهو قائم ركع وسجد وهو قائم ، واذا قرأ وهو قاعد ركع وسجد هو قاعد ، وكان اذا طلع الفجر صلى ركعتين ، ثم يخرج فيصلي بالناس صلاة الفجر ۔ (۱)

کسی رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوکر طویل نماز پڑھتے اور کسی رات بیٹھ کر طویل نماز پڑھتے ؛لہٰذا جب آپ حالت قیام میں قرأت کرتے تو قیام ہی میں رُکوع اور سجدہ بھی کرتے اور جب بیٹھ کر قرأت کرتے تو بیٹھ ہی کر رُکوع اور سجدہ بھی کرتے اور جب صبح طلوع ہوجاتی تو دو رکعت نماز ادا فرماتے ، پھر باہر نکلتے اور لوگوں کو نماز فجر پڑھاتے ۔

دوسری رعایت یہ ہے کہ فرض نمازیں جماعت کے ساتھ مسجد میں ادا کرنی ہیں اور نفل نمازیں گھر میں ادا کی جاسکتی ہیں ؛ بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمولِ مبارک ہی یہی تھا ؛ چنانچہ حضرت عائشہؓ کی اسی روایت میں یہ بھی صراحت ہے کہ آپ ظہر سے پہلے چار رکعت ،ظہر کے بعد دو رکعت ،مغرب کے بعد دو رکعت اور عشاء کے بعد دو رکعت، نیز نماز تہجد میرے حجرے میں ادا فرماتے تھے ۔

تیسرے : فرض نماز تو بلا عذر سواری پر نہیں پڑھی جاسکتی ؛لیکن نفل نمازیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سواری پر پڑھا کرتے تھے اور سر کے اشارے سے رُکوع اور سجدہ کرتے تھے ؛چنانچہ حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے مروی ہے :

إن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يسبح على ظهر الراحلة ، حيث كان وجهه ، يؤمي براسه ۔ (۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سواری کی پشت پر نفل نماز پڑھا کرتے تھے چاہے جس طرف سواری کا رُخ ہو اور نماز سر کے اشارہ سے ادا کیا کرتے تھے ۔

چوتھے : اس حدیث سے یہ بات بھی معلوم ہوگئی کہ جب آپ سفر کی حالت میں سواری پر نماز ادا فرماتے تو استقبال قبلہ کو ضروری نہیں سمجھتے تھے ،حضرت جابر بن عبداللہ کی روایت میں صراحت ہے :

إن النبي صلى الله عليه وسلم كان يصلي التطوع وهو راكب في غير القبلة ۔ (۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سواری کی پشت پر نفل نماز پڑھا کرتے تھے چاہے جس طرف سواری کا رُخ ہو اور نماز سر کے اشارہ سے ادا کیا کرتے تھے ۔

---

(۱) ابوداؤد، ابواب التطوع ورکعات السنۃ، حدیث نمبر: ۱۲۴۵ ۔ (۲) بخاری، باب من تطوع فی السفر، حدیث نمبر: ۱۱۰۵ ۔

(۳) بخاری، باب صلاۃ التطوع علی الدابۃ، حدیث نمبر: ۱۰۹۴ ۔

ان مسائل میں فقہاء بھی قریب قریب متفق ہیں،(۱) — اسی طرح فقہاء کے یہاں بھی بعض احکام میں نفل نماز کی بابت توسع پایا جاتا ہے،مثلاً کسی چیز کا سہارا لے کر قیام کرنا فرض میں تو عذر کے سبب جائز ہے؛لیکن نفل میں بلا عذر بھی جائز ہے۔

دوسری اُصولی بات یہ ہے کہ نماز کے افعال ،شرائط وارکان اور سنن ومستحبات جو فرض نمازوں کے ہیں ، وہ نفل نمازوں میں بھی ہیں :

وما كان مسنوناً في الفرض ، كان مسنونا في التطوع ؛ إلا أن يصلي قاعداً ، وهو يقدر على القيام ، أو يصلي التطوع على الراحلة فإن ذلك يجزئه ، ولا يجزئه في الفرض ۔ (۲)

جو بات فرض میں سنت ہے وہ نفل میں بھی سنت ہے سوائے اس کے کہ قیام پر قادر ہونے کے باوجود بیٹھ کر نفل پڑھ سکتا ہے، یا سواری پر نفل پڑھ سکتا ہے کہ یہ اس کے لئے کافی ہے۔

دونوں پہلوؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے جو بات ذہن میں آتی ہے، وہ یہ ہے کہ :

(الف) نفل نماز بمقابلہ فرض کے کم مشقت کے ساتھ بھی کرسی پر ادا کی جاسکتی ہے، جیسا کہ سواری پر نفل نماز پڑھنے کی اجازت ہے جو اشارتاً ادا کی جاتی ہے؛ حالاں کہ ضروری نہیں کہ سواری سے اُتر کر نماز ادا کرنا ہمیشہ مشقت کا باعث ہو۔

(ب) جو شخص سجدے سے عاجز ہو، اگر وہ بیٹھنے سے معذور نہ ہو تو اس کے لئے بھی نفل نمازوں کو کرسی پر ادا کرنے کی گنجائش ہے، جیسا کہ بعض فقہاء کے اقوال پر سجدے سے عاجز شخص کے لئے اشارے سے رُکوع کی اجازت دی گئی ہے۔

(ج) البتہ محض تھکاوٹ، سستی یا مزید سہولت کی غرض سے نفل نمازیں کرسی پر ادا کرنا درست نہیں۔

(د) ٹرین، بس اور جہاز بھی سواری میں شامل ہیں؛ لہٰذا جیسے حیوانی سواری پر نفل نماز اشارے سے ادا کی جاسکتی ہے، ان سواریوں پر بھی ادا کی جاسکتی ہے۔

درمیانِ صف میں کرسی

کرسی پر نماز کے سلسلہ میں ایک سوال یہ بھی زیر بحث آتا ہے کہ کرسی پر بیٹھنے والوں کے لئے صف کے

(۱) دیکھئے: المحیط البرہانی: ۲/ ۲۲۲، تحفۃ الفقہاء: ۱/ ۱۵۴، المغنی: ۲/ ۹۵۔

(۲) محیط برہانی، کتاب الصلاۃ الفصل فی صلاۃ التطوع: ۲/ ۲۲۰، مسئلہ نمبر: ۱۶۱۱، نیز دیکھئے: تاتارخانیہ: ۲/ ۲۸۹، مسئلہ نمبر: ۲۴۴۳۔

درمیان نماز ادا کرنے کی کیا صورت ہوگی؟ ان کا قدم دوسرے نمازیوں کے قدم کے برابر میں ہوگا اور کرسی پچھلے صف میں ہوگی یا کرسی کے پچھلے پائے دوسرے نمازیوں کے قدم کے برابر ہوں گے اور کرسی پر بیٹھ کر نماز ادا کرنے والے کا قدم آگے رہے گا؟

اس سلسلہ میں دوسری صورت ہی قابل عمل اور درست ہے؛ کیوں کہ فقہاء نے کھڑے ہوکر نماز پڑھنے والوں کے لئے قدم سے قدم برابر کرکے نماز پڑھنے کی تلقین کی ہے اور بیٹھ کر نماز پڑھنے والوں کے لئے کمر کے نچلے حصہ کو قدم کے مقابلے میں رکھنے کا حکم دیا ہے، عملی طور پر یہی شکل ممکن بھی ہے؛ چنانچہ الموسوعۃ الفقہیہ میں ہے :

> والاعتبار في التقدم وعدمه للقائم بالعقب وهو مؤخر القدم لا الكعب ... والعبرة في التقدم بالألية للقاعدين ، وبالجنب للمضطجعين ۔ (۱)
>
> آگے ہونے نہ ہونے میں کھڑے ہوکر نماز ادا کرنے والے کے لئے ایڑی اور پچھلے قدم کا اعتبار ہے نہ کہ ٹخنوں کا ...... اور بیٹھ کر نماز ادا کرنے والوں کے لئے آگے بڑھنے میں کولہوں کا اعتبار ہے۔

قریب قریب یہی بات شیخ وہبہ زحیلی نے بھی لکھی ہے :

> لا يتقدم المأموم على إمامه بعقبه (مؤخر قدمه) أو بأليته (عزه) إن صلى قاعداً ۔ (۲)
>
> مقتدی کی ایڑی امام سے آگے نہیں بڑھنا چاہئے ، یا اگر بیٹھ کر نماز پڑھ رہا ہے تو اس کے کولہوں یعنی پچھلے حصہ کو امام سے آگے نہیں بڑھنا چاہئے۔

رہ گئی یہ بات کہ اگر کرسی پر یہ بات کہ اگر کرسی پر بیٹھنے والا قیام کی حالت میں کھڑا ہو تو وہ اس وقت صف سے آگے بڑھ جائے گا اور صف کے سیدھی رکھنے کے حکم پر پورا عمل نہیں ہو سکے گا تو عذر کی وجہ سے صف کی اس نادرستگی کو گوارا کیا جا سکتا ہے؛ کیوں کہ صف کا برابر ہونا مستحب ہے نہ کہ واجب :

> ذهب الجمهور إلى أنه يستحب تسوية الصفوف في صلاة الجماعة بحيث لا يتقدم بعض المصلين عن البعض الآخر ۔ (۳)
>
> اورعذر کی وجہ سے تو فرائض وواجبات میں بھی تخفیف ہو جاتی ہے چہ جائے کہ مستحباب۔

---

(۱) الموسوعۃ الفقہیہ، باب الاقتدا: ۶/۲۱۔ (۲) الفقه الإسلامی: ۲/۲۲۸۔

(۳) الموسوعۃ الفقہیۃ: ۲۷/۳۵۔

خلاصۂ بحث

ان تمام مباحث کا حاصل یہ ہے کہ :

(۱) جو شخص زمین پر بیٹھ کر نماز ادا کرنے کی قدرت رکھتا ہو، اس کے لئے کرسی پر فرض نماز ادا کرنا جائز نہیں اور اگر پڑھے تو نماز درست نہیں ہوگی۔

(۲) جو شخص زمین پر بیٹھنے کی قدرت نہ رکھتا ہو یا زمین پر بیٹھ سکتا ہو؛ لیکن زمین پر سجدہ نہیں کر سکتا ہو، اس کے لئے کرسی پر فرض نمازوں کا پڑھنا بھی ضروری ہے۔

(۳) عذر سے مراد یہ ہے کہ زمین پر بیٹھ کر نماز ادا کرنے میں اسے شدید تکلیف ہوتی ہو، بیماری بڑھ جاتی ہو، یا صحت میں تاخیر پیدا ہوتی ہو، خود اس کو اس کا تجربہ ہو یا کسی معتبر مسلمان معالج نے اس کا مشورہ دیا ہو۔

(۴) جو شخص سجدہ کرنے پر قادر نہ ہو؛ لیکن قیام اور رُکوع یا ان میں سے ایک پر قدرت رکھتا ہو، اس کے لئے حسب قدرت قیام اور رُکوع کا کرنا ضروری ہے۔

(۵) کرسی پر نماز ادا کرنے والوں کا سجدہ سر کے اشارہ سے ہے نہ کہ ہاتھ کے اشارہ سے؛ اس لئے ہاتھ کا اشارہ ایک غیر ضروری عمل ہے اور نماز میں غیر ضروری عمل کراہت سے خالی نہیں۔

(۶) کرسی پر نماز پڑھنے والے کو سر کے اشارے سے سجدہ کرنا ہے اور سر کا اشارہ یہ ہے کہ اسے بہ مقابلہ رُکوع کے اشارے کے کسی قدر زیادہ جھکائے، سامنے نہ میز رکھنے کی ضرورت ہے اور نہ میز پر سر رکھنے کی وجہ سے اس کا سجدہ ہوتا ہے، جب تک کہ سر کے جھکنے کی کیفیت نہ پائی جائے۔

(۷) نفل نمازیں بھی بلا عذر کرسی پر ادا کرنا درست نہیں؛ البتہ نسبتاً کم مشقت کی بنا پر کرسی پر نفل نماز پڑھی جاسکتی ہے، اسی طرح ہوائی جہاز، ٹرین یا بس وغیرہ میں اپنی سیٹ پر بیٹھے بیٹھے نفل نماز ادا کرنے کی گنجائش ہے۔

(۸) کرسی پر نماز پڑھنے والے شخص کو صف میں اس طرح بیٹھنا چاہئے کہ کرسی کے پچھلے پائے نمازیوں کے برابر ہوں؛ کیوں کہ جو شخص بیٹھ کر نماز ادا کرے، صف میں اس کی برابری پیٹھ کی جانب سے ہوتی ہے، جیسے قعدہ میں پشت اور کمر کا حصہ ایک دوسرے کے برابر ہوتا ہے، ویسے ہی کرسی پر بیٹھی ہوئی حالت میں بھی اس کا یہ حصہ دوسرے نمازیوں کے مقابل پڑنا چاہئے۔ واللہ اعلم

○ ○ ○